# نعمان اقبال پر رد

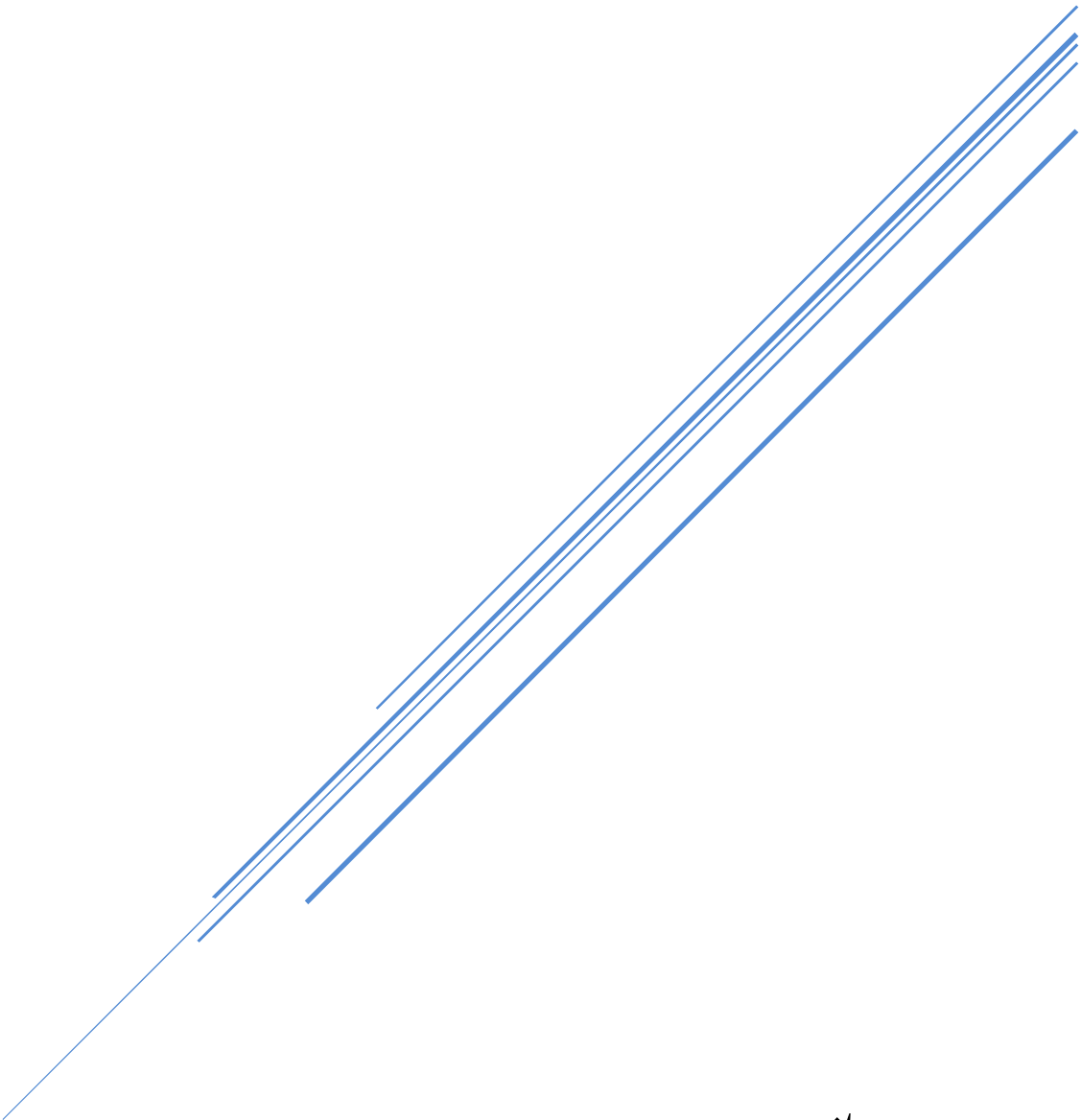

ابو تراب سلفی

# نعمان اقبال پر رد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُه

کچھ لوگ دنیا میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو محض اپنے گمان اور خواہش کی پیروی کرتے ہیں اور سنت سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے پاس اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے دلائل نہیں ہوتے تو یہ صحیح اور ثابت شدہ سنت کے بارے میں شبہات پھیلا کر بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ ایسے لوگوں کے سنت کے بارے میں شبہات پھیلانے سے اس کا اپنا موقف ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کو مقصد صرف لوگوں کو سنت

سے روکنا ہوتا ہے۔ ایسی ہی مثال نعمان اقبال کی ہے جس نے تلبیسات کی حد کر دی۔ اس شخص کا مکمل رد حاظر ہے۔

تنبیہ: اس پوری تحریر میں زیادہ کوشش کی گئی ہے کہ اردو حوالہ جات و سکین پر اکتفا کیا گیا ہے کیونکہ نعمان اقبال صاحب عربی سے جاہل ہیں اور ان دفعہ موصوف کسی کو جواب دیتے ہوئے کہہ رہے تھے

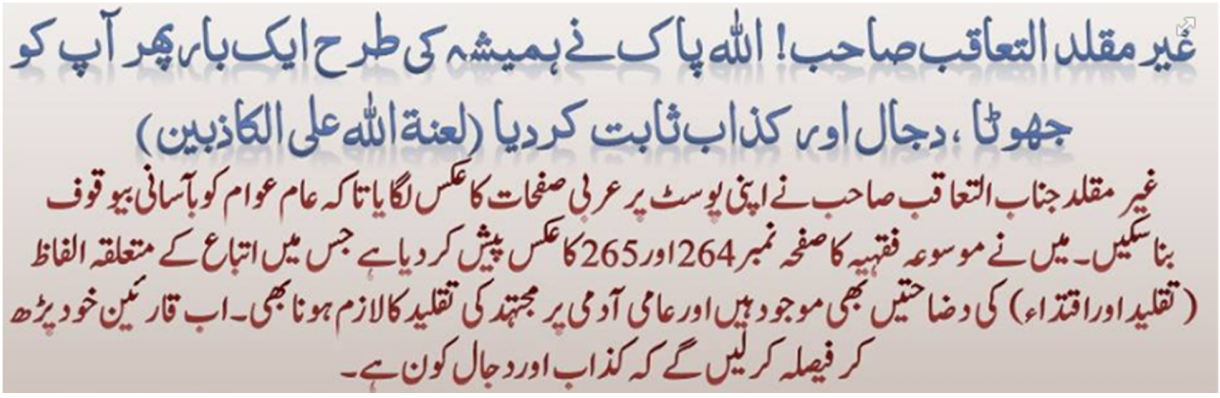


لہذا موصوف کو عربی کی سمجھ نہیں آتی۔ موصوف کی طبیعت اور عربی سے جہالت کی وجہ سے ہم 'اسپیشل' اردو سکین فراہم کریں گے۔

ہر حوالہ کا اصل سکین اس تحریر کے آخر میں فراہم کیا گیا ہے۔

# نعمان اقبال کا پہلا جھوٹ

نعمان اقبال لکھتا ہے۔

غیر مقلد ابوتراب سلفی نے تو اپنے آپ کو ابو جہل کا بھی باپ ثابت کر دیا۔ کہتا ہے کہ سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کی حدیث ہی موجود نہیں ہے اور دو سجدوں سے مراد دو رکعتیں ہیں۔ قارئین کرام آئیں میں اس کذاب اور بے غیرت شخص کے جھوٹ کا پردہ صحیح احادیث کی روشنی میں چاک کرتا ہوں۔

"غیر مقلد ابوتراب سلفی تو اپنے آپ کو ابو جہل کا بھی باپ ثابت کر دیا۔ کہتا ہے سجدوں کے درمیان رفع یدین کی حدیث ہی موجود نہیں ہے اور دو سجدوں سے مراد دو رکعتیں ہیں۔ قارئین کرام آئیں اس کذاب اور بے غیرت شخص کے جھوٹ کا پردہ صحیح احادیث کی روشنی میں چاک کرتا ہوں"

اس شخص نعمان اقبال نے مجھ پر جھوٹ بولا کیونکہ میں نے کبھی بھی یہ دعوی نہیں کیا کہ سجدوں میں رفع یدین کی سرے سے کوئی حدیث ہی موجود نہیں بلکہ میرا موقف ہے کہ سجدوں میں رفع یدین کی تمام احادیث ضعیف اور غیر صریح ہیں۔ اس شخص نے مجھ پر یہ بہتان لگایا کہ میں نے کہا کہ ایسی 'سرے سے کوئی حدیث ہی نہیں' اور اس طرح اس نے یہ جھوٹ بولا۔ اس کے تمام جھوٹ سلسلہ وار پیش کیے جاتے ہیں۔

## نعمان اقبال کا دوسرا جھوٹ

اس سے پہلے ہی نعمان اقبال کافی جھوٹ بول چکا ہے۔ اس شخص نے محمد بن حسن شیبانی کو امام بخاری رحمہ اللہ کا دادا کہا حالانکہ محمد بن حسن شیبانی کا امام بخاری رحمہ اللہ کا دادا ہونا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

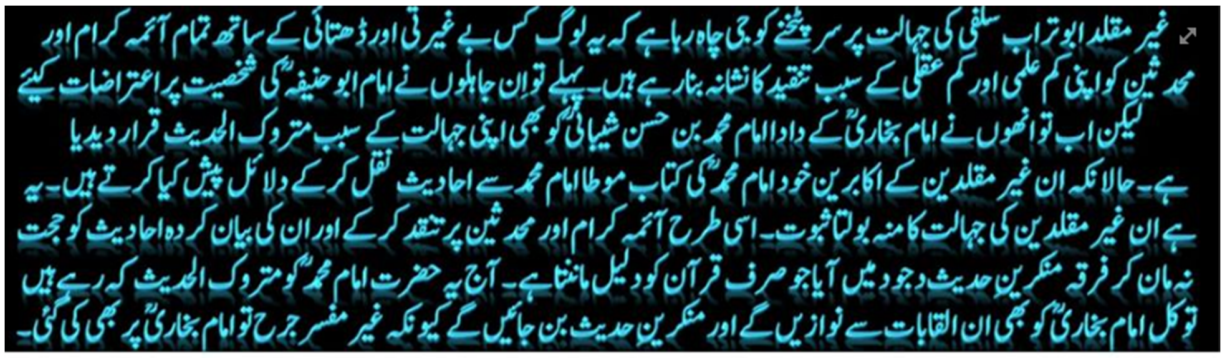
غیر مقلد ابوتراب سلفی کی جہالت پر سر پٹخنے کو جی چاہ رہا ہے کہ یہ لوگ کس بے غیرتی اور ڈھٹائی کے ساتھ تمام آئمہ کرام اور محدثین کو اپنی کم علمی اور کم عقلی کے سبب تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ پہلے تو ان جاہلوں نے امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت پر اعتراضات کیئے لیکن اب تو انھوں نے امام بخاریؒ کے دادا امام محمد بن حسن شیبانیؒ کو بھی اپنی جہالت کے سبب متروک الحدیث قرار دیدیا ہے۔ حالانکہ ان غیر مقلدین کے اکابرین خود امام محمدؒ کی کتاب موطا امام محمد سے احادیث نقل کر کے دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ ہے ان غیر مقلدین کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت۔ اسی طرح آئمہ کرام اور محدثین پر تنقد کر کے اور ان کی بیان کردہ احادیث کو حجت نہ مان کر فرقہ منکرین حدیث وجود میں آیا جو صرف قرآن کو دلیل مانتا ہے۔ آج یہ حضرت امام محمدؒ کو متروک الحدیث کہ رہے ہیں تو کل امام بخاریؒ کو بھی ان القابات سے نوازیں گے اور منکرین حدیث بن جائیں گے کیونکہ غیر مفسر جرح تو امام بخاریؒ پر بھی کی گئی۔

"غیر مقلد ابوتراب سلفی کی جہالت پر سر پٹخنے کو جی چاہ رہا ہے کہ یہ لوگ کس بے غیرتی اور ڈھٹائی سے ائمہ کرام اور محدثین کو اپنی کم علمی اور عقلی کے سبب تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ پہلے تو ان جاھلوں نے امام ابو حنیفہ کی شخصیت پر اعتراضات کیئے لیکن اب انھوں نے امام بخاری کے دادا امام محمد بن حسن شیبانی کو بھی اپنی جہالت کے سبب متروک الحدیث قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ ان غیر مقلدین کے اکابرین خود امام محمد کی کتاب موطا امام محمد سے احادیث نقل کر کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ یہ ہے ان غیر مقلدین کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت۔ اس طرح آئمہ کرام اور محدثین پر تنقید کر کے اور ان کے بیان کردہ احادیث کو نہ مان کر فرقہ منکرین حدیث وجود میں آیا جو صرف قرآن کو دلیل مانتا ہے۔ آج یہ حضرت امام محمد کو متروک الحدیث کہ رہے ہیں تو کل امام بخاری

کو بھی ان القابات سے نوازیں گے اور منکرین حدیث بن جائیں گے کیونکہ غیر مفسر جرح تو امام بخاری پر بھی کی گئی"

## نعمان اقبال کا تیسرا جھوٹ

نعمان اقبال نے کہا کہ 1300 سال سے امت مسلمہ متفق ہیں کہ اونچ نیچ سے مراد نماز میں صرف اور صرف رکوع و سجود ہیں۔ یہ اس شخص کا تیسرا جھوٹ ہے جس کا کوئی ثبوت اس نے فراہم نہیں کیا۔

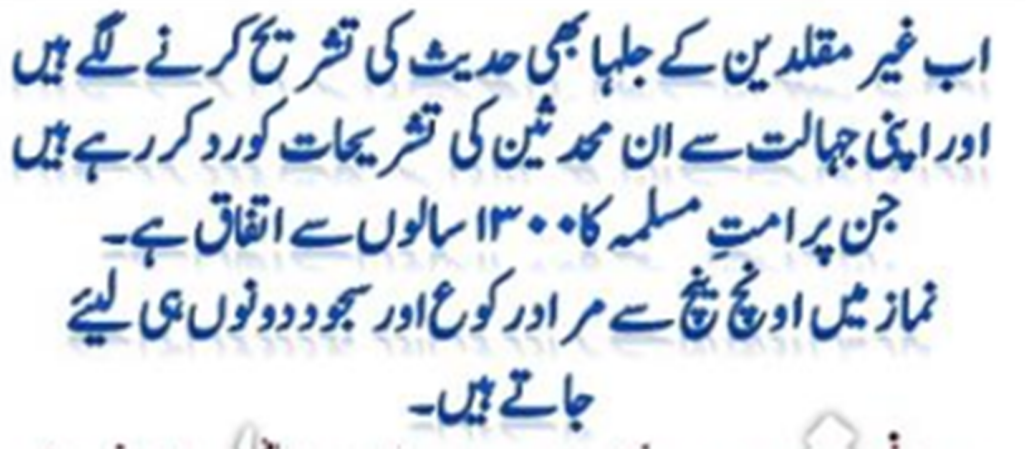

"اب غیر مقلدین کے جہلا بھی حدیث کی تشریح کرنے لگے ہیں اور اپنی جہالت سے ان محدثین کی تشریحات کو رد کر رہے ہیں جن پر امت مسلمہ کا 1300 سالوں سے اتفاق ہے۔ نماز میں اونچ نیچ سے مراد رکوع اور سجود دونوں ہی لیے جاتے ہیں"

لہذا اس طرح ثابت ہوا کہ نعمان اقبال ایک ساقط العدالت شخص ہے جو مسلکی تعصب میں سنت میں شبہات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ جھوٹ بولتا ہے۔

# سجدوں میں رفع یدین پر نعمان اقبال پر رد

موصوف کی تحریر۔۔

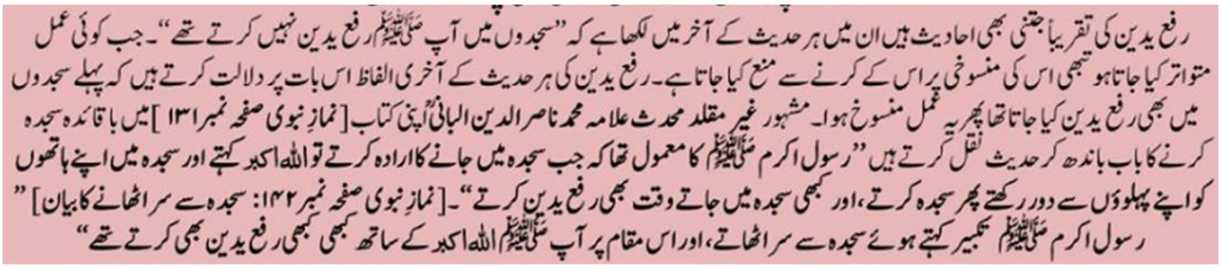

رفع یدین کی تقریباً جتنی بھی احادیث ہیں ان میں ہر حدیث کے آخر میں لکھا ہے کہ "سجدوں میں آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے"۔ جب کوئی عمل متواتر کیا جاتا ہو تبھی اس کی منسوخی پر اس کے کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ رفع یدین کی ہر حدیث کے آخری الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ پہلے سجدوں میں بھی رفع یدین کیا جاتا تھا پھر یہ عمل منسوخ ہوا۔ مشہور غیر مقلد محدث علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ اپنی کتاب [نمازِ نبوی صفحہ نمبر ۱۳۱] میں با قائدہ سجدہ کرنے کا باب باندھ کر حدیث نقل کرتے ہیں "رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب سجدہ میں جانے کا ارادہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور سجدہ میں اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے پھر سجدہ کرتے، اور کبھی سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے"۔ [نمازِ نبوی صفحہ نمبر ۱۴۲: سجدہ سے سر اٹھانے کا بیان] "رسول اکرم ﷺ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھاتے، اور اس مقام پر آپ ﷺ اللہ اکبر کے ساتھ کبھی کبھی رفع یدین بھی کرتے تھے"

نعمان اقبال نے لکھا:

رفع یدین کی تقریبا جتنی بھی احادیث ہیں ان میں ہر حدیث کے آخر میں لکھا ہے کہ "سجدوں میں آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے" جب کوئی عمل متواتر کیا جاتا ہو تبھی اس کی منسوخی پر اس کے کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ رفع یدین کی ہر حدیث کے

آخری الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ پہلے سجدوں میں بھی رفع یدین کیا جاتا پھر یہ عمل منسوخ ہوا۔

نعمان اقبال نے یہاں پر غلطی کی کیونکہ رفع یدین کی ہر حدیث کے آخر میں یہ الفاظ قطعا نہیں ہے کہ آپ ﷺ سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی رفع یدین کی حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث 865)

لہذا یہ کہنا کے ہر حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہے یہ نعمان اقبال کی جہالت ہے۔ لہذا سارا استدلال ہی غلط ہے۔ سجدوں میں رفع یدین ثابت ہی نہیں ہے اور جن احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے وہ سب کی سب ضعیف اور شاذ ہیں۔ لہذا منسوخی کا دعویٰ تو نعمان اقبال تب کر سکتا ہے جب ایسی کسی حدیث کو صحیح ثابت کر لے۔ اور اب اس نے قیاس بھی کیا تو ایک غلط چیز پر۔ اس سے موصوف کی علمی حیثیت بھی قارئین پر واضح ہو گئی ہو گی۔

اس کے بعد نعمان اقبال نے محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا سجدوں کی رفع یدین کے بارے میں قول پیش کیا۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ایک جید سلفی عالم تھے لیکن سجدوں کی رفع یدین کے بارے میں انہیں سہو ہو گیا کیونکہ سجدوں میں رفع یدین کی تمام روایات یا تو ضعیف ہیں یا پھر دوسرے دلائل کی رو سے دو رکعتوں کے بعد پر محمول ہیں۔ شیخ البانی نے جو دلیل پیش کی ہے وہ سعید اور قتادہ رحمہم اللہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہیں جیسے آگے وضاحت آ رہی ہے ان شاء اللہ۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا منہج یہی تھا کہ وہ اپنی غلطی کے واضح ہو جانے پر اعلانیہ رجوع فرمایا کرتے تھے۔ اس بات کی دو مثالیں شیخ البانی کی اسی کتاب سے پیش کی جا رہی ہیں۔

1۔ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتاب کا رد جب شیخ تویجری نے لکھا تو شیخ نے اپنی غلطی سے رجوع کی اور چار مسائل میں اپنا موقف چھوڑ دیا۔ (نماز نبوی از شیخ البانی ص 19)

2۔ ٹھیک اسی طرح شیخ البانی ایک راوی حنظلہ دوسی کے بارے میں مغالطہ کا شکار ہو گئے اور اس کو حسن الحدیث قرار دیا۔ بعد میں اپنی غلطی واضح ہونے پر رجوع کیا اور اس غلطی کا برملا اظہار کیا۔ (نماز نبوی از شیخ البانی ص 99)

لہذا سجدوں کی رفع یدین کے بارے میں شیخ البانی کی غلطی ہم اس تحریر میں روایات پر جرح کر کے واضح کر دیں گے۔

یاد رہے ہر شخص کی بات کو قبول بھی کیا جاتا ہے اور رد بھی کیا جاتا ہے سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کی ارشاد مبارک اور سنت کے۔ یہی اہل سنت والجماعت سلفین کا منہج ہے۔

اگر نعمان اقبال ضد کرے کہ نہیں دیکھو البانی کی بات تو آپ کو ماننا پڑے گی تو ایسی مثالیں دیوبندیوں سے بھی دی جا سکتی ہیں جنہوں نے اپنے اکابرین کی باتوں کو دلائل سے رد کیا اور ماننے سے انکار کر دیا۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے بعض فقہا حنفیہ کی بات ماننے سے ان الفاظ میں انکار کیا:
"پھر بعض فقہا کی غیر معصوم آراء کو حتمی اور ضروری سمجھ کر تمام احناف کا مسلک بتانا اور پھر اس پر اعتراض کی بنیاد رکھنا محض باطل اور مردود ہے اور اگر بعض نے ایسا لکھا ہے تو اسکو سہو و نسیان پر حمل کرنے کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا" (احسن الکلام از سرفراز صفدر ج 1 ص 335)

لہذا یہ خطاء ونسیان کا دروازہ شیخ البانی پر بھی بند نہیں ہو جاتا۔ اور ان سے خطاء ہونا ممکن ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی خطاء کو اہل حدیث پر مسلط نہیں کیا جا سکتا۔

پھر نعمان اقبال نے لکھا۔

سیدنا وائل بن حجرؓ نے آپ ﷺ کی نماز کو بیان فرمایا جس میں واضح الفاظ موجود ہیں "**رفع یدیہ عندالرکوع عندالسجود وفی روایۃ واذارکع واذاسجدوفی روایۃ واذارفع راسہ من السجود ایضا رفع یدیہ وفی روایۃ ورفع یدیہ مع کل تکبیرۃ واسانیدہ صحیحۃ**" یعنی سجدوں کی رفع الیدین اور ہر تکبیر کی رفع الیدین کا ثبوت ہے۔
(سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب نمبر ۲۶۵ رفع الیدین، رقم الحدیث ۷۱۸)
سیدنا مالک بن الحویرثؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا اس میں صاف لفظ "**اذا سجد واذا رفع راسہ من السجود حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ**" کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو کانوں کی لو کے برابر تک رفع یدین کرتے تھے۔ (مسند امام احمد ابنِ حنبل ج ۶، رقم الحدیث ۱۵۶۸۹)

اب سجدوں کی رفع الیدین کے تارکین پر لازم ہے کہ وہ سجدوں کی رفع الیدین ان ایام میں منسوخ ثابت کریں۔ لہذا غیر مقلد ابو تراب سلفی کا سجدوں کی رفع یدین کو چھپانا دجل وفریب کی عمدہ مثال ہے۔

سب سے پہلے نعمان اقبال نے سنن ابو داود کی حدیث نقل کی ہے اس کا پورا متن نہیں لکھا۔ بلکہ کسی ویب سائٹ سے کاپی پیسٹ مار دیا۔ اس سے بھی نعمان اقبال دیوبندی کی علمی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔ اور آگے سنن ابو داود والی روایت کو جو ترجمہ کیا ہے وہ اہل علم حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ اسی سنن ابو داود کا مکمل متن بمعہ سند اس طرح ہے۔

## حدیث وائل کی وضاحت اور مفہوم

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں

حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة الجشمي حدثنا عبد الوارث بن سعيد قال حدثنا محمد بن جحادة حدثني عبد الجبار بن وائل بن حجر قال كنت غلاما لا أعقل صلاة أبي قال فحدثني وائل بن علقمة عن أبي وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان إذا كبر رفع يديه قال ثم التحف ثم أخذ شماله بيمينه وأدخل يديه في ثوبه قال فإذا أراد أن يركع أخرج يديه ثم رفعهما وإذا أراد أن يرفع رأسه من الركوع رفع يديه ثم سجد ووضع وجهه بين كفيه وإذا رفع رأسه من السجود أيضا رفع يديه حتى فرغ من صلاته قال محمد فذكرت ذلك للحسن بن أبي الحسن فقال هي صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فعله من فعله وتركه من تركه قال أبو داود روى هذا الحديث همام عن ابن جحادة لم يذكر الرفع مع الرفع من السجود.

ترجمہ بحذف سند: عبد الجبار بن وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نو عمر لڑکا تھا، اپنے والد کی نماز کو نہ سمجھتا تھا تو مجھے وائل بن علقمہ نے میرے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔۔۔ بتایا کہ پھر آپ نے اپنا کپڑا لپیٹ لیا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑے میں کر لیا۔۔ کہا کہ۔۔۔

جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو نکالتے پھر انہیں اوپر اٹھاتے پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان رکھا اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتی کے آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

محمد نے کہا میں نے یہ حدیث حسن بصری رحمہ اللہ سے ذکر کی تو انہوں نے کہا یہی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز جس نے اسے اختیار کیا تو اختیار کیا اور جس نے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا۔

ابو داود نے کہا: اس حدیث کو ہمام نے ابن حجادہ سے روایت کیا تو اس میں سجدوں سے اٹھ کر رفع یدین کرنے کا ذکر نہیں (سنن ابو داود رقم الحدیث 723)

نعمان اقبال تو اپنی دلیل سے جاھل تھا۔ لیکن دیوبندی حضرات اس حدیث میں وإذا رفع رأسه من السجود أيضا رفع يديه حتى فرغ من صلاته ان الفاظ سے یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اس سے مراد سجدوں میں رفع یدین ہے۔ اس پر ہماری گزارشات حاظر ہیں۔

1۔ اس روایت میں السجود مصدر ہے جو واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے لہذا دوسرے دلائل کی رو سے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ چار سجدوں یعنی تشھد کے بعد اٹھتے تو

رفع یدین کرتے یعنی دو رکعتیں پڑھ کر۔لہذا ان الفاظ میں سجود سے سجدوں کا رفع یدین کشید کرنا غلط ہے۔یاد رہے حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔اس حدیث کی تشریح وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی دار قطنی والی حدیث سے ہوتی ہے اور حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَكِيلُ , ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ , ثنا هُشَيْمٌ , عَنْ حُصَيْنٍ , وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ , وَعُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ , قَالَا: نا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى , نا جَرِيرٌ , عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ , قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَهُ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ , قَالَ: صَلَّيْنَا فِي مَسْجِدِ الْحَضْرَمِيِّينَ , فَحَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ , عَنْ أَبِيهِ , أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ

ترجمہ بحذف سند: علقمہ بن وائل بن حجر رحمہ اللہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھاتے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور سجدہ کرتے۔(سنن دار قطنی رقم الحدیث 1106)

یعنی جب رکوع کرتے تو رکوع سے پہلے رفع یدین کرتے اور جب سجدہ کرنے لگتے یعنی رکوع کے بعد رفع یدین کرتے۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں

حدثنا عياش، قال حدثنا عبد الأعلى، قال حدثنا عبيد الله، عن نافع، أن ابن عمر، كان إذا دخل في الصلاة كبر ورفع يديه، وإذا ركع رفع يديه، وإذا قال سمع الله لمن حمده. رفع يديه، وإذا قام من الركعتين رفع يديه. ورفع ذلك ابن عمر إلى نبي الله صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ بحذف سند: نافع سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہتے اور ساتھ ہی رفع یدین کرتے۔ اسی طرح جب وہ رکوع کرتے تب اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی (رفع یدین) دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب قعدہ اولیٰ سے اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے۔ آپ نے اس فعل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 739)

اس طرح بے شمار شواہد سے حدیث وائل کی تشریح ہو سکتی ہے۔ لہذا یہاں پر رأسه من السجود أيضا رفع يديه حتى فرغ من صلاته کو رکوع سے پہلے رکوع کے بعد اور دو

رکعتوں کے بعد پر محمول کیا جائے گا اور حدیث وائل سے سجدوں کی رفع یدین لینا صحیح نہیں۔

## حدیث مالک بن حویرث کا جواب

دیوبندیوں کی صرف ایک ہی دلیل ہے اس بارے میں جو صریح ہے۔ وہ دلیل سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ضعیف حدیث ہے۔ اس پر تفصیلی بحث حاظر ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ «رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ»

ترجمہ بحذف سند: سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو نماز میں رکوع سے سر اٹھاتے وقت، سجدہ کرتے وقت، اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھوں کو اپنی کانوں کی لو تک اٹھایا۔ (مسند احمد رقم الحدیث 15689)

اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ مدلسین ہے دیکھیں امام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب أسماء المدلسین ص50 اور ص80

اس سند میں عنعنہ ہے۔ یہ سند سعید اور قتادہ رحمہم اللہ تدلیس کی وجہ سے ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے۔

مدلسین کا عنعنہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔

1۔ سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا: "اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا" (احسن الکلام ج2 ص127)

2۔ گستاخ رسول ﷺ امین اوکاڑوی نے کہا: "یہ حدیث سند أضعیف ہے کیونکہ ابو زبیر مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ (جزء رفع یدین و جزء القراءۃ مع تعلیق امین اوکاڑوی ص318)

لہذا یہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث مدلسین کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے۔ لہذا سجدہ میں رفع یدین ثابت ہی نہیں ہے اور اس کی منسوخی کا دعویٰ کرنا فضول اور ہٹ دھرمی ہے کیونکہ پہلے عمل تو ثابت ہو پھر منسوخی ثابت ہوتی ہے۔ جب عمل ہی ثابت نہ ہو تو منسوخی کیسی؟

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ نعمان اقبال دیوبندی کی پہلی دلیل غیر صریح تھی اور اس کا معانی غلط کیا گیا تھا۔ جبکہ دوسری روایت ضعیف ہے۔ الحمدللہ۔

# محمد بن حسن الشیبانی پر نعمان اقبال کا رد

میں نے محمد بن حسن الشیبانی کے بارے میں ایک اصول پیش کیا کہ محمد بن الحسن الشیبانی جمہور محدثین کے نزدیک کذاب، ضعیف، اور متروک ہے۔ میرا یہ اصول دیوبندیوں کے گھر سے ثابت ہے۔ نعمان اقبال صاحب میرے اس اصول پر تو کوئی بحث نہیں کر سکے لیکن مزید اپنی جہالت دیکھاتے ہوئے لکھا۔

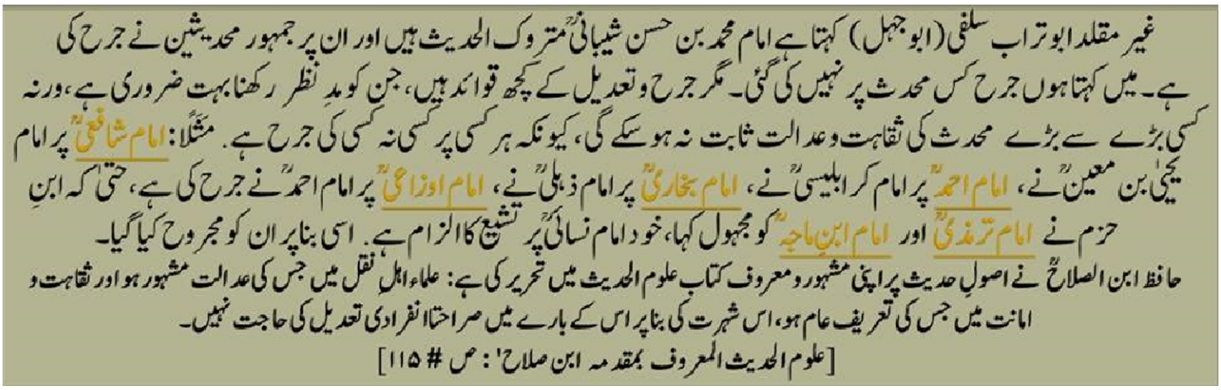

غیر مقلد ابو تراب سلفی (ابو جہل) کہتا ہے امام محمد بن حسن شیبانیؒ متروک الحدیث ہیں اور ان پر جمہور محدیثین نے جرح کی ہے۔ میں کہتا ہوں جرح کس محدث پر نہیں کی گئی۔ مگر جرح و تعدیل کے کچھ قوائد ہیں، جن کو مدِ نظر رکھنا بہت ضروری ہے، ورنہ کسی بڑے سے بڑے محدث کی ثقاہت و عدالت ثابت نہ ہو سکے گی، کیونکہ ہر کسی پر کسی نہ کسی کی جرح ہے. مثلاً: امام شافعیؒ پر امام یحییٰ بن معینؒ نے، امام احمدؒ پر امام کرابیسیؒ نے، امام بخاریؒ پر امام ذہلیؒ نے، امام اوزاعیؒ پر امام احمدؒ نے جرح کی ہے، حتیٰ کہ ابنِ حزم نے امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ کو مجہول کہا، خود امام نسائیؒ پر تشیع کا الزام ہے. اسی بنا پر ان کو مجروح کیا گیا۔

حافظ ابن الصلاحؒ نے اصولِ حدیث پر اپنی مشہور و معروف کتاب علوم الحدیث میں تحریر کی ہے: علماء اہلِ نقل میں جس کی عدالت مشہور ہو اور ثقاہت و امانت میں جس کی تعریف عام ہو، اس شہرت کی بنا پر اس کے بارے میں صراحتاً انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں۔

[علوم الحدیث المعروف بمقدمہ ابن صلاح' : ص # ۱۱۵]

غیر مقلد ابو تراب (ابو جہل) کہتا ہے امام محمد بن حسن شیبانی متروک الحدیث ہیں اور ان پر جمہور محدثین نے جرح کی ہے۔ میں کہتا ہوں جرح کس محدث پر نہیں کی گئی مگر جرح و تعدیل کے کچھ قوائد ہیں جن کو مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے، ورنہ کسی بڑے سے

بڑے محدث کی عدالت و ثقاہت ثابت نہ ہو سکے گی، کیونکہ کسی پر کسی نہ کسی کی جرح ہے۔ مثلا امام شافعی پر امام یحیی ابن معین کی، امام احمد پر کرابیسی نے امام بخاری پر امام ذہلی نے امام اوزاعی پر امام احمد نے حتی کہ ابن حزم نے امام ترمذی اور امام ابن ماجہ کو مجھول کہا ہے خود امام نسائی پر تشیع کا الزام ہے اس بناء پر ان کو مجروح کیا گیا ہے۔

اس باتوں کا جواب حاظر ہے۔

1۔ ہم نے ایک قاعدہ پیش کیا ہے کہ جب جرح و تعدیل میں اختلاف ہو تو جمہور ثقہ محدثین کو ترجیح دی جائے گی۔

2۔ اسی جمہور ثقہ محدثین کی ترجیح کے قاعدہ سے یہ تمام جروحات مردود ہیں کیونکہ امام شافعی، امام احمد، امام اوزاعی، امام بخاری، اور دیگر محدثین جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں اور کسی ایک شخص کا ان کی جرح پر تفرد مردود ہے۔ لہذا ہمارے اسی قاعدہ سے یہ محدثین ثقہ ہے۔ اس کے مقابلے میں محمد بن حسن شیبانی جمہور محدثین کے نزدیک متروک و ضعیف ہے۔ لہذا اس کی روایت نا قابل حجت ہو گی۔

3۔ امام نسائی رحمہ اللہ پر جو تشیع کا الزام ہے وہ کوئی جرح نہیں اور کسی پر تشیع کا الزام اس کو مجروح نہیں کرتا۔

4۔ ہمارا یہ جمہور ثقہ محدثین کی ترجیح والا قاعدہ دیوبندیوں کے گھر سے ثابت ہے۔ یہ نعمان اقبال صاحب کے دیوبندی مولوی سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں۔

"جب جمہور محدثین کرام اور ائمہ جرح وتعدیل کسی راوی کو ثقہ کہیں اور ان میں کوئی اکیلے دو کیلے اس راوی پر جرح کا کلمہ بولیں تو اس سے راوی مجروح نہیں ہوتا کیونکہ الحق مع الجمہور تو ایسے جرح کلمات کے چھوڑنے راوی یا اس کی روایت پر کیا زد پڑتی ہے!"(المسلک المنصور ص96)

تو ثابت ہوا کہ امام بخاری، احمد، شافعی، اوزاعی، اور دیگر محدثین رحمہم اللہ کے جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہونے کی وجہ سے "اکیلے دو کیلے" کی جرح کی کوئی حیثیت نہیں۔

اب ہم محمد بن حسن شیبانی پر جمہور محدثین کی جرح کی طرف آتے ہیں۔

## 1۔ امام یحیی ابن معین کی جرح

امام عقیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَدَقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيَّ، يَقُولُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ، يَقُولُ: مُحَمَّدٌ جَهْمِيٌّ كَذَّابٌ

ترجمہ بحذف سند: امام یحیی ابن معین نے کہا محمد جھمی کذاب ہے۔(الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4ر قم1611)

## 2۔امام عقیلی رحمہ اللہ کی جرح ہے

امام عقیلی نے محمد بن حسن شیبانی کو اپنی کتاب الضعفاء الکبیر میں ذکر کیا۔ دیکھیے الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4ر قم1611

## 3۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جرح

امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنا ابن أبي مريم سألت أحمد بن حنبل عن مُحَمد بْن الحسن فقال ليس بشَيْءٍ، ولاَ يكتب حديثه

ترجمہ بحذف سند: امام احمد بن حنبل کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔(الکامل لابن عدی ج7ص375)

## 7۔امام ابن عدی رحمہ اللہ کی جرح

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کہا:

ومحمد بْن الحسن هذا ليس هُوَ من أهل الحديث

ترجمہ: اور محمد بن الحسن اہل حدیث میں سے نہیں تھا

مزید کہا:

والاشتغال بحديثه شغل لا يحتاج إليه

ترجمہ: اور اس کا حدیث کے ساتھ مشغول ہونا ایسا کام ہے جس کی ضرورت نہیں

اور پھر کہا:

وقد استغنى أهل الحديث عما يرويه مُحَمد بن الحسن وأمثاله

ترجمہ: محمد بن حسن اور اس جیسے لوگوں کی روایت سے اہل حدیث بے نیاز ہیں۔ (الکامل لابن عدی ج7 ص376)

## 5۔ امام ابو حفص عمرو بن علی بن بحر الفلاس البصری رحمہ اللہ کی جرح

ابو بکر خطیب البغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا محمد بن الحسين القطان، قَالَ: أخبرنا عثمان بن أحمد الدقاق، قَالَ: حدثنا أبو العباس سهل بن أحمد الواسطي، قَالَ: حدثنا أبو حفص عمرو بن علي الصيرفي، قَالَ: محمد بن الحسن صاحب الرأي ضعيف

ترجمہ بحذف سند: امام ابو حفص عمرو بن علی نے کہا محمد بن حسن شیبانی صاحب رائے ضعیف ہے (تاریخ بغداد للخطیب ج2 ص572)

## 6۔ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی رحمہ اللہ کی جرح

ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی نے کہا:

ومحمد بن الحسن واللؤلؤي قد فرغ الله منهم

ترجمہ: اسد بن عمرو، ابو یوسف، محمد بن حسن وللؤلؤی (حسن بن زیاد) اللہ سے فارغ ہو چکے ہیں (احوال الرجال للجوزجانی ص 77)

## 7۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ کی جرح

امام ابن حبان نے محمد بن حسن الشیبانی کو اپنی کتاب المجروحین میں نقل کرتے ہوئے لکھا:

وَكَانَ مرجئا دَاعيا إِلَيْهِ وَهُوَ أول من رد على أهل الْمَدِينَة وَنصر صَاحبه يَعْنِي النُّعْمَان وَكَانَ عَاقِلا لَيْسَ فِي الحَدِيث بِشَيْء كَانَ يروي عَن الثِّقَات ويهم فِيهَا فَلَمَّا فحش ذَلِك مِنْهُ اسْتحق تَركه من أجل كَثْرَة خطئه لِأَنَّهُ كَانَ دَاعِيَة إِلَى مَذْهَبهم

ترجمہ: اور وہ مرجئ تھا اور اس ارجاء کی طرف دعوت دیتا تھا۔۔۔وہ عقل مند تھا وہ پہلا تھا جس نے اھل مدینہ کا رد کیا اور اپنے استاد نعمان کی مدد کی۔ حدیث میں کوئی چیز نہیں تھا۔ وہ ثقہ راویوں سے روایتیں بیان کرتا تھا اور ان میں وہم ہو جاتا تھا، جب ایسی حرکتیں اس سے کثرت سے ہوئیں تو اتنی کثیر غلطیوں کی وجہ سے وہ متروک قرار دیئے جانے کا مستحق بن گیا، کیونکہ وہ ان کے مذہب کی طرف دعوت دینے والا تھا۔

(المجروحین لابن حبان 2 ص 276)

یعنی امام ابن حبان کے نزدیک محمد بن حسن شیبانی متروک ہے۔

## 8۔ امام ابن شاھین رحمہ اللہ کی جرح

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے محمد بن حسن شیبانی کو اپنی کتاب تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين میں نقل کیا۔ دیکھیے ص 163

## 9۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی جرح

امام عبد الرحمن بن الجوزی رحمہ اللہ نے محمد بن حسن شیبانی کو اپنی کتاب الضعفاء و المتروکین میں ذکر کیا۔ دیکھیے ج 3 ص 50۔

ہم ان نو محدثین پر اکتفاء کرتے ہیں حالانکہ اس بارے میں مزید محدثین کی جروحات موجود ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے بحث کو انہی حوالوں پر ختم کیا جاتا ہے۔

ان نو ثقہ محدثین کی گواہی کے بعد کسی بھی ثقہ محدث سے باسند صحیح محمد بن حسن شیبانی کی توثیق ثابت نہیں لیکن بعض متاخرین سے صرف چند تعریفی کلمات ثابت ہیں لیکن ان تعریفی کلمات میں توثیق نہیں ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ محمد بن حسن شیبانی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف، متروک، اور کذاب ہونے کی وجہ سے متروک الحدیث ہے۔

پھر نعمان اقبال نے لکھا:

حافظ ابن الصلاح نے اصول حدیث پر اپنی مشہور و معروف کتاب علوم الحدیث میں تحریر کی ہے: علماء اہل نقل میں جس کی عدالت مشہور ہو اور ثقاہت و امانت میں جس کی تعریف عام ہو، اس کی شہرت کی بنا پر اس کے بارے میں صراحتا انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں۔

میں کہتا ہوں حافظ ابن الصلاح کا یہ اصول محمد بن حسن الشیبانی کذاب کے بارے میں استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام متقدمین کے نزدیک اس کی عدالت ہی ثابت نہیں تھی

بلکہ جمہور محدثین نے اسے ضعیف، کذاب، متروک، اور جھمی کہا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ محمد بن حسن شیبانی کی عدالت مشہور ہے یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ محمد بن حسن شیبانی کی عدالت و تعدیل نہیں بلکہ کذب و تضعیف مشہور ہے۔

پھر نعمان اقبال نے لکھا:

امام بخاریؒ کے استاد حجۃ الاسلام امام یحییٰ بن معینؒ (۲۳۳ھ) جنھوں نے جرح و تعدیل کے قوانین وضع کئے، رواۃ حدیث کے درجات معلوم کئے اور ایک لاکھ کے قریب اشخاص کے حالات زندگی چھان مارے، امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ: امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی تصنیف "جامع الصغیر" کو میں نے خود ان سے لکھا ہے اور سب لوگوں سے زیادہ میں نے امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی کتاب "جامع الصغیر" کا سماع کیا ہے۔ امام محمدؒ سے مروی احادیث پر امام یحییٰ بن معینؒ نے عمل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان میں کوئی سقم نہیں۔

[فضائل ابی حنیفہ ص ۱۱۹، ۱۱۸ وسندہ صحیح؛ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۱۲۵ وسندہ وسط، تاریخ بغداد ج ۲ ص ۷ وسندہ وسط، معرفۃ الرجال ج ۱ ص ۵۵ ارقم ۸۵۴ وسندہ صحیح، الجواہر المضیۃ ص ۳۲۳، اسماء الرجال ج ۲ ص ۳۵۸] [الحدیث ص ۷، ش ۵۵ ص ۱۳]

میں کہتا ہوں کہ نعمان اقبال نے یہاں بہت دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اور اصل عربی عبارت بمعہ سند پیش نہیں کی۔ کیونکہ اگر وہ اصل عربی عبارت بمعہ ترجمہ پیش کر دیتا تو اس کو دھوکہ بازی کا موقعہ نہ ملتا۔ یہ اصل عبارت اس طرح ہے۔ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

وَقَالَ النخعي: حَدَّثَنَا عبد الله بن العباس الطيالسي، قَالَ: حدثنا عباس الدوري، قَالَ: سمعت يحيى بن معين، يقول: كتبت الجامع الصغير، عن محمد بن الحسن

ترجمہ بحذف سند: امام یحیی ابن معین نے کہا میں نے محمد بن حسن سے کتاب جامع الصغیر لکھی۔ (تاریخ بغداد للخطیب ج2 ص561)

اس روایت کی سند پر کلام ہے لیکن سند کی بحث کو فی الحال ہم طوالت کے ڈر سے چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ آگے ہی ہم کافی طوالت سے لکھ چکے ہیں۔

یہ بس اتنی ہی عبارت ہے لیکن نعمان اقبال نے اس کو اپنی تلبیس سے کیا کا کیا بنا دیا۔ اس عبارت سے کہیں بھی محمد بن حسن الشیبانی کی عدالت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ کسی متروک الحدیث راوی کی کتاب کو لکھنے سے وہ راوی ثقہ نہیں ہو جاتا۔ اس کی ایک مثال حاظر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ابان بن ابی عیاش کے ترجمہ میں نقل کیا

وحكى الخليلي في الإرشاد بسند صحيح أن أحمد قال ليحيى بن معين وهو يكتب عن عبد الرزاق عن معمر عن أبان نسخة

ترجمہ: خلیلی نے الارشاد میں صحیح سند سے نقل کیا کہ امام احمد نے یحیی ابن معین سے کہا جو عبد الرزاق عن معمر عن ابان کا نسخہ لکھ رہے تھے۔ (تھذیب التھذیب لابن حجر ج 1 ص 56 )

ابان بن ابی عیاش ضعیف اور کذاب راوی ہے۔ امام یحیی بن معین نے خود اس پر شدید جرح کر رکھی ہے تو کیا یحیی بن معین کا کذاب راوی کا نسخہ لکھنا اس کی توثیق ہو جائے گی؟

نعمان اقبال صاحب کی مثال وہی ہے کہ کسی نے کہا: دو اور دو چار کتنے ہوتے ہیں تو نعمان صاحب نے جواب دیا چار روٹیاں۔

خلاصہ کلام: کذاب راوی کا نسخہ لکھنے سے اس کی توثیق ثابت نہیں ہوتی لہذا امام یحیی بن معین کا یہ نسخہ لکھنا اول سے سند امشکوک ہے لیکن اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو اس میں کوئی توثیق نہیں۔

تنبیہ: اس چیز کے بہت سے شواہد موجود ہیں کہ کسی راوی کی روایت کو لکھنا اس کی توثیق نہیں ہوتی اور اس کی بہت سے زبردست مثالیں جا سکتی ہیں۔ طوالت کے ڈر سے صرف ایک مثال پر اکتفاء کیا گیا۔

پھر نعمان اقبال نے لکھا:

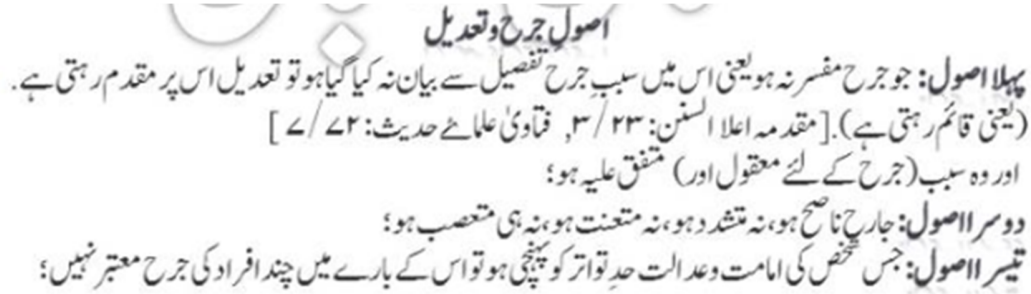
اصولِ جرح وتعدیل
پہلا اصول: جو جرح مفسر نہ ہو یعنی اس میں سببِ جرح تفصیل سے بیان نہ کیا گیا ہو تو تعدیل اس پر مقدم رہتی ہے۔
(یعنی قائم رہتی ہے)۔[مقدمہ اعلاء السنن: ۲۳/۳، فتاویٰ علمائے حدیث: ۷۲/۷]
اور وہ سبب (جرح کے لئے معقول اور) متفق علیہ ہو؛
دوسرا اصول: جارح ناصح ہو، نہ متشدد ہو، نہ متعنت ہو، نہ ہی متعصب ہو؛
تیسرا اصول: جس شخص کی امامت وعدالت حدِ تواتر کو پہنچی ہو تو اس کے بارے میں چند افراد کی جرح معتبر نہیں؛

پہلا اصول: جو جرح مفسر نہ ہو یعنی اس میں سبب جرح تفصیل سے بیان نہ کیا گیا ہو تو تعدیل اس پر مقدم رہتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اصول متفق علیہ نہیں ہے اور اس اصول کو جمہور امت نے قبول نہیں کیا۔ کیونکہ اگر اس اصول کو مانا جائے تو جرح وتعدیل کا ایک بہت بڑا دروازہ بند ہو جائے اور بہت سے کذاب ووضاع راویوں کی روایت سے دین کا حلیہ بگڑ جائے۔

یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے بھی اس اصول کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔۔

'شیخ ابو عمرو (ابن الصلاح) نے کہا: جرح وتعدیل کی کتابوں میں اکثر پایا جاتا ہے کہ فلاں ضعیف ہے یا متروک ہے وغیرہ، اگر ہم اس پر بھروسا نہیں کریں گے تو بہت بڑا دروازہ بند ہو جائے گا (یعنی جرح وتعدیل کا بہت بڑا دروازہ بند ہو جائے گا)۔ (اختصار علوم الحدیث لابن کثیر اردو ترجمہ۔ ص60)

اور امام ابن کثیر نے اسی اصول کی مخالفت کرتے ہوئے کہا:

میں (ابن کثیر) نے کیا: اس فن کے ماہ اماموں کا کلام اسباب کے ذکر کے بغیر تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ وہ اس علم کی معرفت، اطلاع، اور عبور میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ یہ اصول کہ صرف جرح مفسر قبول کی جائے گی صحیح نہیں کیونکہ اس سے جرح وتعدیل کا بہت بڑا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (اختصار علوم الحدیث لابن کثیر اردو ترجمہ۔ ص60)

ہاں جہاں پر جرح وتعدیل میں اختلاف ہو جائے وہاں پر جمہور ثقہ محدثین کو ترجیح دی جائے گی۔ اور اس اصول کا اعتراف دیوبندیوں کو بھی ہے۔ جیسے کہ سرفراز خان صفدر صاحب کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے۔

"جب جمہور محدثین کرام اور ائمہ جرح وتعدیل کسی راوی کو ثقہ کہیں اور ان میں کوئی اکیلے دو کیلے اس راوی پر جرح کا کلمہ بولیں تو اس سے راوی مجروح نہیں ہوتا کیونکہ الحق مع الجمہور تو ایسے جرح کلمات کے چھوڑنے راوی یا اس کی روایت پر کیا زد پڑتی ہے!" (المسلک المنصور ص96)

لہذا جمہور محدثین کے نزدیک محمد بن حسن الشیبانی کا کذاب، متروک، اور وضاع ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اور اس شخص کی عدالت محدثین کے نزدیک ثابت ہی نہیں ہے اور نہ یہ عدالت میں مشہور ہے۔

## امام بخاری کی تنقیص اور محمد بن حسن کذاب کو ان کا دادا کہنے پر نعمان اقبال کا رد

نعمان اقبال نے بڑی ڈھٹائی سے محمد بن حسن شیبانی کو امام بخاری کا دادا کہا۔ جب میں نے اس جھوٹ اور تنقیص پر تعاقب کیا تو نعمان اقبال نے کہا:

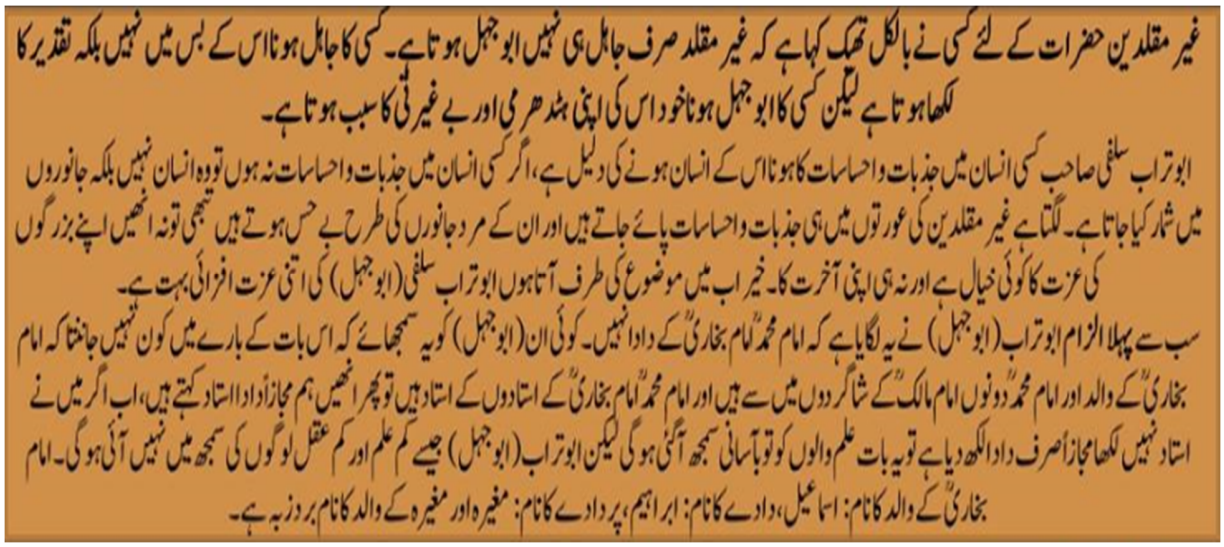
غیر مقلدین حضرات کے لئے کسی نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ غیر مقلد صرف جاہل ہی نہیں ابو جہل ہوتا ہے۔ کسی کا جاہل ہونا اس کے بس میں نہیں بلکہ تقدیر کا لکھا ہوتا ہے لیکن کسی کا ابو جہل ہونا خود اس کی اپنی ہٹ دھرمی اور بے غیرتی کا سبب ہوتا ہے۔

ابو تراب سلفی صاحب کسی انسان میں جذبات و احساسات کا ہونا اس کے انسان ہونے کی دلیل ہے، اگر کسی انسان میں جذبات و احساسات نہ ہوں تو وہ انسان نہیں بلکہ جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ لگتا ہے غیر مقلدین کی عورتوں میں ہی جذبات و احساسات پائے جاتے ہیں اور ان کے مرد جانوروں کی طرح بے حس ہوتے ہیں تبھی تو نہ انھیں اپنے بزرگوں کی عزت کا کوئی خیال ہے اور نہ ہی اپنی آخرت کا۔ خیر اب میں موضوع کی طرف آتا ہوں ابو تراب سلفی (ابو جہل) کی اتنی عزت افزائی بہت ہے۔

سب سے پہلا الزام ابو تراب (ابو جہل) نے یہ لگایا ہے کہ امام محمدؒ امام بخاریؒ کے دادا نہیں۔ کوئی ان (ابو جہل) کو یہ سمجھائے کہ اس بات کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ امام بخاریؒ کے والد اور امام محمدؒ دونوں امام مالکؒ کے شاگردوں میں سے ہیں اور امام محمدؒ امام بخاریؒ کے استادوں کے استاد ہیں تو پھر انھیں ہم مجازاً دادا استاد کہتے ہیں، اب اگر میں نے استاد نہیں لکھا مجازاً صرف دادا لکھ دیا ہے تو یہ بات علم والوں کو تو بآسانی سمجھ آگئی ہو گی لیکن ابو تراب (ابو جہل) جیسے کم علم اور کم عقل لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئی ہو گی۔ امام بخاریؒ کے والد کا نام: اسماعیل، دادے کا نام: ابراہیم، پردادے کا نام: مغیرہ اور مغیرہ کے والد کا نام بردزبہ ہے۔

سب سے پہلی بات: علم کی دنیا میں دلائل کی اہمیت ہوتی ہے جذبات کی نہیں۔ کیونکہ اگر ایسی ہی بات ہے تو رافضی موجودہ دیوبندیوں سے زیادہ سچے ہو جائیں گے کیونکہ وہ زندیق رو رو کر ہی صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو رافضہ پر

دوسری بات: نعمان اقبال نے مطلقا پہلے دادا لکھا تھا جب میں تعاقب کیا تو اس نے کہا میری مراد دادا استاد تھی اس لئے دادا لکھا۔ تو جوابا عرض ہے کہ یہ تمہارا بہت بڑا جھوٹ اور شرارت ہے۔ اگر کوئی تمہارے جیسے ہی شرارت کرے تو امام مالک محمد بن حسن شیبانی کے 'باپ' استاد ہوئے۔ تو پھر امام مالک کو محمد بن حسن شیبانی کا باپ لکھنے کے بارے میں کیا خیال ہے۔

چلو اس سے آسان مثال میں سمجھاتا ہوں۔ امام ابو حنیفہ نے عطیہ بن سعد العوفی سے روایت کیا ہے۔ تو عطیہ بن سعد العوفی شیعہ کو امام ابو حنیفہ کا باپ استاد ہونے کی وجہ سے باپ کہنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟

تنبیہ: یہ سب باتیں الزامی طور پر کی گئی ہیں کیونکہ امام بخاری کی گستاخی کی گئی تھی۔ لہذا آل دیوبند غصہ کرنے سے پہلے یا تو نعمان اقبال کو جوتے ماریں یا امام مالک کو محمد بن حسن کا باپ اور عطیہ بن سعد العوفی ضعیف مدلس کو ابو حنیفہ کا باپ مان لیں۔

# وحید الزمان شیعی اور حکیم فیض عالم ناصبی کے حوالے اہل حدیث کے خلاف پیش کرنے پر نعمان اقبال کا رد

جب نعمان اقبال سے کسی بات کا جواب نہ بن سکا اور اپنی تلبیسات سے فارغ ہو گیا تو روایتی انداز میں وحید الزمان اور حکیم فیض عالم ناصبی کے حوالے اہل حدیث کے خلاف پیش کرنے شروع کر دیئے۔

1۔ ہم کہتے ہیں کہ وحید الزمان کی جو بات کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اور محدثین کے خلاف ہے وہ مردود ہے۔ لہذا اس شخص کا صحابہ اور امام بخاری پر اعتراض کرنا اس کو متروک ثابت کرتا ہے۔

2۔ ہم کہتے ہیں حکیم فیض عالم ناصبی تھا اور اس نے جو اعتراض امام بخاری کی روایت پر کیا ہے وہ مردود ہے کیونکہ فیض عالم کی اپنی عدالت ساقط ہے۔

3۔ اس پر مزید بحث ہو سکتی ہے لیکن اب مزید طوالت سے بچتے ہوئے الزامی طور پر دو زبردست حوالے دیئے جا رہے ہیں۔ جس طرح میں نے ان دونوں حضرات سے صحابہ

اور امام بخاری کی گستاخی کی وجہ سے اعلان براءت کیا۔ نعمان اقبال کی بھی دینی غیرت مطلوب ہے۔

ماسٹر امین اوکاڑوی کذاب اور گستاخ رسول ﷺ نے امام بخاری کی شدید گستاخی اور ان کی عدالت پر حملہ کرتے ہوئے لکھا۔

'امام بخاری نے پہلی سند میں حجر بن عنبس لکھا ہے، لیکن اس روایت میں حجر کی ولدیت بیان نہیں کی کیونکہ یہ محمد بن کثیر کی سند میں حجر ابی العنبس ہے۔ امام بخاری حجر انی العنبس کو غلط قرار دیتے ہیں اور وجہ سے شعبہ کی حدیث خفص بھا صوتہ کو رد کر دیتے ہیں۔ جب یہ شعبہ کی سند میں غلط ہے تو یقینا محمد بن کثیر کی سند میں بھی غلط ہے۔ اس عیب کو چھپانے کے لئے امام بخاری نے صرف حجر لکھا اور حجر انی العنبس نہیں لکھا' (جزء القراءۃ للبخاری مع تعلیق اوکاڑوی ص 171-172)

یعنی ماسٹر امین اوکاڑوی کے نزدیک امام بخاری اسناد میں ہیر پھیر کرتے تھے۔ اس طرح اس نے امام بخاری جیسے ثقہ امام پر یہ جھوٹا الزام لگا کر حملہ کیا۔

کیا نعمان اقبال کذاب اوکاڑوی جیسے کذاب کو متروک کہے گا؟

ماسٹر امین اوکاڑوی نے دوسری جگہ پر امام بخاری پر متن میں تحریف کا الزام لگاتے ہوئے کہا:

مگر امام بخاری نے لفظ بدل کر رکعتین کر دیا۔ یہ بات امام بخاری کو ہر گز زیب نہیں دیتی۔

(جزء القراءۃ للبخاری مع تعلیق اوکاڑوی ص246)

یہ امام بخاری جیسے ثقہ امام پر اوکاڑوی کذاب کا بہت بڑا حملہ ہے۔ نعمان اقبال صاحب سنبھالیں ذرا اس گستاخ رسول ﷺ ۔

اسی اوکاڑوی نے شدید گستاخی کرتے ہوئے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا:

یہ عبادہ مجھول الحال ہے (جزء القراءۃ للبخاری مع تعلیق اوکاڑوی ص131)

ایک صحابی رسول کو مجھول کہہ کر اس کی روایت پر جرح کرنا اوکاڑوی کذاب کی بہت بڑی گستاخی ہے۔

اسی اوکاڑوی نے رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں بھی گستاخی کر رکھی ہے لیکن اللہ کی قسم میرا ایمان گوارہ نہیں کرتا کہ اس بات کو یہاں نقل کروں۔ میرے ماں باپ رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین، اور محدثین پر قربان۔

# ایک ضروری وضاحت

1۔ اگر نعمان اقبال صاحب میری تحریر کا جواب لکھنا چاہیں تو اسی طرح میری تحریر کو متن میں رکھ کر مکمل جواب دیں۔ اور اگر میری تحریر کو متن میں رکھ کر جواب نہیں دیں گے تو جواب کالعدم تسلیم ہو گا۔

2۔ نعمان اقبال صاحب جو بھی حدیث نقل کریں تو مکمل سند اور سکین کے ساتھ نقل کریں جیسے میں نے کیا۔ کسی کا تبصرہ نقل کر کے اسے حدیث قرار نہ دیں جیسے وہ کر چکے ہیں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں

3۔ اگر ان دونوں باتوں کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو جواب کالعدم تسلیم ہو گا۔

وماعلینا الا البلاغ

ابو تراب سلفی

۴۲۲۷ احادیثِ نبوی کا روح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ

# صحیح مسلم شریف

مع مختصر شروح نووی مترجم

جلد دوم

امام مسلم بن الحجاج ؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:
علامہ وحید الزمان ؒ

٨٦٢- عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا رَفَعَ مِنْ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ السُّجُودِ.

۸۶۲- ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈھوں تک اٹھا کے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے یعنی رفع یدین سجدوں کے درمیان نہ کرتے۔

٨٦٣- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

۸۶۳- اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے پھر تکبیر کہتے۔

٨٦٤-عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ هَكَذَا

۸۶۴- ابو قلابہ کا بیان ہے کہ انھوں نے مالک بن حویرثؓ کو نماز پڑھتے دیکھا انھوں نے نماز پڑھنے کے لیے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا اور پھر رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کیا اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی اور بیان کیا کہ رسول اکرمؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

٨٦٥-عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ فَقَالَ (( سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ )) فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۸۶۵- مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رفع یدین کرتے تھے۔

٨٦٦-عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ رَأَى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

۸۶۶- ابو قتادہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں ہاتھوں کو کان کی لوؤں تک اٹھاتے دیکھا۔

## بَابُ إِثْبَاتِ التَّكْبِيرِ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ فِي الصَّلَاةِ إِلَّا رَفْعَهُ مِنْ الرُّكُوعِ

## باب: نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کا حکم

(۸۶۵) ☆ امام مالکؒ، ثوریؒ شافعیؒ، احمدؒ، ابو حنیفہؒ اور اکثر و بیشتر علماء کے نزدیک تکبیر تحریمہ واجب ہے لیکن قاضی عیاض نے بروایت ابن مسیبؒ حسنؒ زہریؒ قتادہؒ حکم اور اوزاعی یہ بیان کیا کہ تکبیر تحریمہ دراصل سنت ہے اور واجب نہیں ہے نیز نماز پڑھنے کے لیے صرف دل میں نیت کر لینا کافی ہے اور صحیح احادیث سے تکبیر کا وجوب ثابت ہے۔ امام نوویؒ

ارشادِ نبوی ﷺ

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

تم اسی طرح نماز ادا کرو جیسے تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو

# نمازِ نبوی ﷺ

احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں

نادر علمی اضافوں اور تخریج و تحقیق کے ساتھ


تالیف

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ و تہذیب

مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ



ناشر

السنۃ
ادارۃ الترجمۃ والتالیف
رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد
Ph.: 041-8780141

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ
چک ۱۰۹ جنوبی ضلع ساہیوال
Mob.: 0300-4826023

تمام اسلامی ملکوں میں اس کے جراثیم موجود ہیں کھلے بندوں سنت کا استخفاف ہو رہا ہے اور مذہبی تعصب کے پیش نظر امام کے قول کو سنت پر فوقیت دی جا رہی ہے، اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ وَقَلِيْلٌ مَّاهُمْ "مگر جس شخص کو اللہ تعالیٰ تحفظ عطا کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں"۔

البتہ فضیلۃ الشیخ تو یجری کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جب کہ (بقول اس کے) اس نے میری کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے اور قارئین کی خیر خواہی کے جذبہ کے پیش نظر اس نے اغلاط کی نشاندہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی حالانکہ جن اغلاط کی نشاندہی میں اس نے پورا زور صرف کر دیا ہے ان میں اس کا موقف صحیح نہیں، ہاں صرف چار مسائل میں اس کی رائے صائب ہے اور اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے میں اپنے موقف کو چھوڑ کر اس کا موقف اختیار کرتا ہوں اور مجھے اس میں کچھ جواب نہیں، ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## چہار مسائل

**مسئلہ اول:** اس نے رسالہ میں تحریر کیا کہ میں نے تشہد کی دعا میں اَلْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ کا معنی گناہ اور معصیت کیا ہے اس کا کہنا صحیح ہے لیکن میں نے طبع ثالث میں اس سے رجوع کر لیا تھا اور شیخ کا رسالہ اس کے چھ سال بعد طبع ہوتا ہے پس اس کی جانب سے تنبیہ کرنا درست ہے لیکن اس کی تنبیہ سے قبل ہی میں نے طبع ثالث میں اس معنی کو بدل دیا تھا پس اس کا اعتراض لغو ہے۔

**مسئلہ دوم:** اس نے مجھے متنبہ کرتے ہوئے تحریر کیا کہ میں نے اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے مقدمہ میں نماز کو اسلام کا سب سے بڑا رکن قرار دیا ہے حالانکہ مجھے مُقَیَّد کرنا چاہئے تھا کہ شہادتین کے بعد نماز سب سے بڑا رکن ہے مجھے شیخ کی رائے سے اتفاق ہے اور "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ" "شک کو چھوڑ کر یقین کو اختیار کرنا چاہئے" کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بات واضح انداز میں کی جائے اس سلسلہ میں اگر میں یہ موقف اختیار کروں کہ جو ارکان اعمال پر مشتمل ہیں ان میں نماز سب سے بڑا رکن ہے تو اس سے اگرچہ کسی حد تک وضاحت ہو جاتی ہے اور اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے تاہم اپنے فاضل دوست کو خوش کرتے ہوئے میں نے اس سے اگلے ایڈیشن میں اس مقدمہ کو قلم زد کر دیا جس میں تَقْیِیْد نہ تھی اور شُبُهَات وَجَوَابُهَا کے عنوان میں تَقْیِیْد کا ذکر کر دیا تاکہ اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے۔

سورت تلاوت نہ فرمائی میں نے اس کتاب کے سابقہ ایڈیشنوں میں اس کو حسن قرار دیا تھا لیکن اب تحقیق کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ کہ یہ روایت حسن کے درجہ پر نہیں ہے اس لئے کہ اس روایت میں علی حنظلہ دوسی راوی ضعیف ہے میں حیران ہوں کہ اتنی فاش غلطی کا میں کیسے مرتکب ہوا اور اس کا ضعف کیوں نہ معلوم ہو سکا، شاید میں نے اس راوی کو کوئی دوسرا راوی سمجھ لیا تھا بہر حال میں اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے اس غلطی پر متنبہ کیا اور میں نے ضروری سمجھا کہ اس ایڈیشن میں فی الفور غلطی کا ازالہ کیا جائے، مزید اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ مجھے معاذ کی حدیث پر آگاہی حاصل ہوگئی جو اس مسئلہ میں واضح دلالت کر رہی ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

## کن نمازوں میں جہری اور کن میں سری قراءت مسنون ہے

رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز اور مغرب عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اونچی قرأت فرماتے اور ظہر، عصر، مغرب کی تیسری، اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں قرأت سری فرماتے۔

اس مسئلہ میں کثرت کے ساتھ احادیث صحیحہ موجود ہیں امام نووی کے قول کے مطابق اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے، بعض احادیث آ رہی ہیں۔ [1]

صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی سری قرأت کا علم ہمیں آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے حرکت کرنے سے ہوتا تھا۔ [2]

نیز کبھی کبھی آپ ﷺ سری قرأت سے ایک آیت اونچی آواز سے بھی پڑھ لیتے تھے۔ [3]

نیز آپ ﷺ جمعہ، عیدین، [4] استسقاء، [5] اور کسوف کی نماز میں جہری قرأت فرماتے۔ [6]

## رات کے نوافل میں جہری اور سری قراءت دونوں طرح سے ہے

رسول اکرم ﷺ رات کے نوافل میں کبھی سری اور کبھی جہری قرأت فرماتے۔ [7]

نیز جب آپ ﷺ گھر میں نوافل ادا کرتے تو حجرہ میں آپ ﷺ کی قرأت سنائی دیتی

---

[1] ارواء الغلیل ح ۳۴۵ [2] صحیح بخاری ح ۷۶۱ کتاب الاذان باب ۹۷، صحیح ابوداؤد ۱/۱۵۲ کتاب الصلاۃ باب ۱۳۰ [3] صحیح بخاری ح ۷۶۲ کتاب الاذان باب ۹۷، صحیح مسلم ۲/۳۷ کتاب الصلاۃ باب ۳۴ [4] صحیح مسلم ۱۶/۳ کتاب الجمعۃ باب ۱۶۰، صحیح ابوداؤد ۱/۲۰۸ کتاب الصلاۃ باب ۲۴۳ [5] صحیح بخاری ح ۱۰۲۴ کتاب الاستسقاء باب ۱۶، صحیح ابوداؤد ۱/۲۲۰ کتاب الصلاۃ باب ۲۶۴ [6] صحیح بخاری ح ۱۰۶۵ کتاب الکسوف باب ۱۹، صحیح مسلم ۳/۲۹ کتاب الکسوف باب ۱ [7] بخاری فی افعال العباد، صحیح مسلم ۲/۱۹۲ کتاب صلاۃ المسافرین باب ۳۳

www.Ahlehaq.com

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا الآیۃ

(قرآن کریم)

وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا (الحدیث)

# احسن الکلام

فی

## ترک القرأۃ خلف الامام

جلد اوّل

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، آثار حضرات صحابہ کرامؓ و تابعینؒ و اتباعِ تابعینؒ اور دیگر جمہور فقہاءؒ اور محدثین عظامؒ سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں کسی بھی قسم کی قرأت عموماً اور سورۂ فاتحہ کی قرأت خصوصاً ممنوع ہے اور جہری نمازوں میں تو امام کے پیچھے قرأت کرنا قرآن کریم، حدیث صحیح اور اجماع کے خلاف ہے اور فی نفسہٖ منکر اور شاذ ہے اور جہری نمازوں میں حضرات ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے۔ نیز عقلی اور قیاسی دلائل سے اس مسئلہ پر فیصلہ کن بحث کی گئی ہے اور فریقِ ثانی کو مسکت جوابات دیے گئے ہیں اور اس طبع میں "خیر الکلام اور الاعتصام" میں کیے گئے اعتراضات کے جوابات کو خصوصیت سے ملحوظ رکھا گیا ہے۔

تالیف

ابو الزاہد محمد سرفراز خاں صفدر

کی ہر ہر جزئی امام ابوحنیفہ رح کی فرمودہ ہے اور نہ ہر ہر جزئی قابل عمل ہے اور مجتہد کا مصیب اور مخطی ہونا اس پر مستزاد ہے۔ پھر بعض فقہاء رح کی غیر معصوم آرا کو حتمی اور ضروری سمجھ کر تمام احناف کا مسلک بتانا اور پھر اس پر اعتراض کی بنیاد رکھنا محض باطل اور مردود ہے۔ اور اگر بعض نے ایسا لکھا ہے تو اس کو سہو و نسیان پر حمل کرنے کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا اور احکام عمد و سہو میں فرق مخفی نہیں ہے۔ (دیکھئے بدور الاہلہ ص۶۷ وغیرہ) لیکن مسئلہ زیر بحث میں تو حضرت امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت منقول ہے کہ پچھلی دونوں رکعتوں میں قرأت سورۂ فاتحہ ضروری ہے اور اسی روایت کو حافظ ابن ہمام رح نے پسند کیا اور ترجیح دی ہے (فصل الخطاب ص۵) اور حضرت شاہ صاحب رح تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ ابن ہمام رح اور علامہ بدر الدین عینی رح (وغیرہ) نے ثم افعل ذلك في صلاتك كلها کی حدیث سے پچھلی دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے وجوب پر استدلال کیا ہے (فیض الباری جلد ۲ ص۲۰۰) اور نیز علامہ سندھی حنفی رح (المتوفی ۱۱۳۹ھ) اسی حدیث سے ہر ایک رکعت میں وجوب سورۂ فاتحہ پر احتجاج کرتے ہیں (سندھی علی البخاری جلد ۱ ص۹۵) اور اسی طرح دیگر محققین علماء احناف بھی پچھلی دونوں رکعتوں میں قرأت سورۂ فاتحہ کو ضروری سمجھتے ہیں۔ لہذا مبارکپوری صاحب کا قیاس ساقط الاعتبار ہے جملہ علماء احناف پر یہ اعتراض تو ہرگز وارد نہیں ہو سکتا۔ البتہ مبارکپوری صاحب رح کا مقتدی کو اللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ ..... الآیۃ پڑھنے کا حکم دینا (دیکھئے ابکار المنن ص۱۱۶ وغیرہ) یقیناً حدیث لا تقرأوا بشیء من القرآن کے مخالف ہے۔

ساتواں اعتراض: مبارکپوری صاحب رح وغیرہ کہتے ہیں کہ اس حدیث فقرأة الامام له میں لہ کی ضمیر حرف من کی طرف نہیں لوٹتی بلکہ یہ ضمیر الامام کی طرف راجع ہے۔ اس صورت میں حدیث کا معنیٰ یہ ہوگا کہ جس شخص نے امام کی اقتدا کی۔ تو امام کی قرأت صرف امام کے لیے ہے یعنی مقتدی کو اپنی الگ اور جدا قرأت کرنا ہوگی۔ (بمعناہ تحقیق الکلام جلد ۲ ص۱۶۸)

جواب: یہ اعتراض یا بزعم خود جواب محض بیہودہ اور لغو ہے: اولاً۔ اس لیے کہ سو فیصدی

---

لہ یہ روایت بخاری جلد ۱ ص۱۰۵ مسلم جلد ۱ ص۱۷ اور نسائی جلد ۱ ص۱۴۱ وغیرہ میں مروی ہے۔

۲ یہ قاعدہ ہدایت النحو ص۲۱ کافیہ ص۱۷ جامی ص۶۷ مفصل ص۱۸، رضی جلد ۱ ص۹۲۔ متن متین ص۶۱ سوال کابلی ص۲۲ اور سوال باسولی وغیرہ نحو کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔

جلد اوّل

# سُنَنُ اَبُوْدَاوٗد (اُردو)

کِتَابُ الطَّہَارَۃ ——— کِتَابُ صَلٰوۃِ السَّفَر

تالیف

امام ابُوداؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابُوعمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابُوطاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرِ ثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ


دارُالسّلام

کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

اسلام آباد • کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک


www.muhammadilibrary.com

وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ.

ہوجاتی۔

فائدہ: اس حدیث کے الفاظ (رکوع سے پہلے ہر تکبیر) میں یہ اشارہ ہے کہ قبل از رکوع کی تکبیرات مثلاً عیدین یا جنازہ میں رفع الیدین کیا جائے۔

٧٢٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ: حدثني عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قال: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي، فحدَّثَني وائِلُ ابنُ عَلْقَمَةَ عن أبي وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: صَلَّيتُ مع رسولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ. قال: ثُمَّ الْتَحَفَ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ. قال: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيضًا رَفَعَ يَدَيْهِ، حتَّى فَرَغَ مِنْ صلَاتِهِ.

قال مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ فقال: هِيَ صَلَاةُ رسولِ اللهِ ﷺ، فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.

٧٢٣- جناب عبد الجبار بن وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نو عمر لڑکا تھا' اپنے والد کی نماز کو نہ سمجھتا تھا، تو مجھے وائل بن علقمہ نے میرے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے..... بتایا کہ..... پھر آپ نے اپنا کپڑا لپیٹ لیا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑے میں کر لیا..... کہا کہ..... جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (کپڑے سے باہر) نکالتے پھر انہیں اوپر اُٹھاتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اُٹھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اُٹھاتے۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھا۔ اور جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو بھی اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

محمد (بن جحادہ) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حسن بن ابی الحسن (بصری) سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز، جس نے اسے اختیار کیا

٧٢٣- تخريج: [شاذ] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٤/ ٩١، ٩٢ من حديث أبي داود به وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٠٥، وابن حبان، ح: ٤٨٩، وقوله: "وإذا رفع رأسه من السجود أيضًا رفع يديه" شاذ ومعناه إن صح: إذا رفع رأسه من سجود الركعة الثانية وأراد أن يقوم من التشهد، رفع يديه * حديث همام أخرجه مسلم، ح: ٤٠١، وهو حديث صحيح.

اختیار کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ هَمَّامٌ عن ابنِ جُحَادَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ مع الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ.

ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہمام نے ابن جحادہ سے روایت کیا تو اس میں سجدوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں [وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضاً رَفَعَ يَدَيْهِ] "یعنی سجدوں میں رفع یدین" کے الفاظ شاذ ہیں۔ جیسے کہ امام ابو داود رحمہ اللہ نے خود فرمایا ہے۔ نیز صحیح مسلم: حدیث:۳۹۰، سنن کبریٰ بیہقی: ۲/۷۱، معرفة السنن والآثار: ۱/۵۴۳ اور مسند احمد: ۴/۳۱۶ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔ ان میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں۔ صحیح ابن حبان: ۵/۱۷۳ (حدیث: ۱۸۶۲) میں بھی بطریق عبدالوارث بن سعید عن محمد بن جحادہ روایت بیان ہوئی ہے اس میں بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔



٧٢٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ سُلَيْمانَ عن الْحَسَنِ بنِ عُبَيْدِاللهِ النَّخَعِيِّ، عن عَبْدِ الْجَبَّارِ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رفَعَ يَدَيْهِ حتَّى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذَى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

۷۲۴- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے مقابل ہو گئے اور انگوٹھے کانوں کے برابر آ گئے۔ پھر "اللہ اکبر" کہا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسی طرح رفع الیدین کرنا کہ انگوٹھے کانوں کے برابر آ جائیں، صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی صحیح حدیث میں یہ بات بیان نہیں ہوئی۔

٧٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَزِيدُ يَعْنِي ابنَ زُرَيْعٍ: حدثنا الْمَسْعُودِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْجَبَّارِ بنُ وَائِلٍ: حدثني أَهْلُ

۷۲۵- جناب عبدالجبار بن وائل نے کہا کہ مجھ سے میرے اہل خانہ نے میرے والد (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا، میرے والد نے ان سے بیان کیا کہ اس

---

٧٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٤، ٢٥ من حديث أبي داود به * عبدالجبار بن وائل لم يسمع من أبيه، فالسند منقطع.

٧٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٦ من حديث المسعودي به * أهل بيت عبدالجبار لم أعرفهم، وقال المنذري: "مجهولون".

# سنن الدارقطني

تأليف

الإمام الحافظ علي بن عمر الدارقطني
المتوفى سنة ٣٨٥هـ

حققه وعلق عليه

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود والشيخ علي محمد معوض

الجزء الأول

دار المعرفة
بيروت - لبنان

الأَيْسَرِ، وَحَلَّقَ حَلْقَةً، وَدَعَا هَكَذَا (وَأَشَارَ [سُفْيَانُ][1] بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ). قَالَ: وَأَتَيْتُهُمْ - يَعْنِي: أَصْحَابَ رَسُولِ الله ﷺ - فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ في بَرَانِسِهِمْ[2] في الشِّتَاءِ.

١٣/١١٠٦ - حدَّثنا أحمد بن عبد الله الوكيلُ، ثنا الحسن بن عَرَفَةَ، ثنا هُشَيْم، عن حُصَيْن، وحدثنا الحسين بن إسماعيل، وعثمان بن محمد بن جعفر، قالا: نا يوسُفُ بن موسى ، نا جَرِيرٌ، عن حصين بن عبد الرحمن، قَالَ: دَخَلْنَا على إِبْرَاهِيمَ، فَحَدَّثَهُ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ: صَلَّيْنَا في مَسْجِدِ الحَضْرَمِيِّينَ، فحدَّثني عَلْقَمَةُ ابْنُ وائل، عن أبيه: «أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ الله ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلاَةَ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ»، فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: مَا أَرَى أَبَاكَ رَأَى رَسُولَ الله ﷺ إِلاَّ ذَلِكَ اليَوْمَ الوَاحِدَ، فَحَفِظَ ذَلِكَ، وَعَبْدُ الله لَمْ يَحْفَظْ ذَلِكَ مِنْهُ. ثُمَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّمَا رَفْعُ اليَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ. لفظ جَرِيرٍ. /

٢٩١/١

١٤/١١٠٧ - حدَّثنا الحسين بن إسماعيل، نا يوسف بن موسى ، ثنا جَرِير؛ عن عاصم بن كُلَيْب، عن أبيه، عن وائل بن حُجْر قَالَ: رَأَيْتُ النبي ﷺ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلاَةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا قَالَ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ»، رَفَعَ يَدَيْهِ.

١٥/١١٠٨ - حدَّثنا ابن مبشِّر، ثنا أحمد بن سِنَان، ح: وحدَّثنا محمد بن جعفر ابن رميس، ثنا محمد بن حَسَّان، قالا: نا عبد الرحمن بن مهديٍّ، ثنا شعبة -

---

عند الجلوس للتشهد الأول، حديث (١١٥٩)، وفي (٣/ ٣٤ - ٣٥) كتاب السهو، باب صفة الجلوس في الركعة التي يقضي فيها الصلاة، حديث (١٢٦٣)، والحميدي (٨٨٥) من طريق سفيان بهذا الإسناد.

١١٠٦ - أخرجه البيهقي في «السنن الكبرى» (٢/ ٨١) كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع إلا عند الافتتاح، من طريق الدارقطني به. وأخرجه الطحاوي في «شرح معاني الآثار» (١/ ٢٢٤)، والطبراني في «الكبير» (٢٢/ ١٢) رقم (٨، ٩) من طريق حصين بهذا الإسناد. وأخرجه أيضا البخاري في «رفع اليدين» رقم (٢٢) من طريق حصين به.

١١٠٧ - ينظر: حديث (١١٠٥).

١١٠٨ - أخرجه البخاري في «رفع اليدين» (٧، ٩٨)، وأبو داود (١/ ١٩٩) كتاب الصلاة،

---

(١) سقط في «أ».

(٢) البرانس: جمع برنس، والبرنس: كل ثوب رأسه منه ملتزق به من درّاعة أوجبة. وقال الجوهري: هو قلنسوة طويلة، كان النساك يلبسونها في صدر الإسلام، وهو من البِرْس، أي القطن، والنون زائدة، وقيل: إنه غير عربي. ينظر: النهاية (١/ ١٢٢).

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

# صحیح بخاری

جلد اوّل

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالمجید اسلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اللہ ﷺ صَنَعَ هٰكَذَا.

اسی طرح کیا کرتے تھے۔

## ٨٥- بَابُ إِلَى أَيْنَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟

## باب ہاتھوں کو کہاں تک اٹھانا چاہئے۔

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ: ((رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ)).

اور ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھایا۔

٧٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ.

[راجع: ٧٣٥]

(٧٣٨) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع کرتے اور تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھا کر لے جاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور ربنا ولک الحمد کہتے۔ سجدہ کرتے وقت یا سجدے سے سر اٹھاتے وقت اس طرح رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

## ٨٦- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

## باب (چار رکعت نماز میں) قعدۂ اولیٰ سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرنا۔

٧٣٩- حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ: (أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ. وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ).

[راجع: ٧٣٥]

(٧٣٩) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبید اللہ عمری نے نافع سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہتے اور ساتھ ہی رفع یدین کرتے۔ اسی طرح جب وہ رکوع کرتے تب اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے۔ آپ نے اس فعل کو نبی کریم ﷺ تک پہنچایا۔ (کہ آنحضرت ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے)

تشریح | تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت دونوں

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو، اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ

# مُسندِ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (مترجم)

جلد ششم

سہیل اکیڈمی
لاہور: لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۱۶

مؤلف

## حضرۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۲۴۱ھ)

مترجم

## مولانا محمد ظفر اقبال

حدیث نمبر: ۱۴۱۵۸ تا حدیث نمبر: ۱۶۹۳۴

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37224228-37355743
MAKTABA-E-REHMANIA

نماز پڑھائے۔

(۱۵۶۸۸) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَطِيَّةَ مَوْلًى مِنَّا عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ يَأْتِينَا فِي مُصَلَّانَا فَقِيلَ لَهُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَقَالَ لِيُصَلِّ بَعْضُكُمْ حَتَّى أُحَدِّثَكُمْ لِمَ لَمْ أُصَلِّ بِكُمْ فَلَمَّا صَلَّى الْقَوْمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ قَوْمًا فَلَا يُصَلِّ بِهِمْ لِيُصَلِّ بِهِمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ [راجع، ۱۵۶۸۷].

(۱۵۶۸۸) ابوعطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے، نماز کھڑی ہوئی تو لوگوں نے ان سے امامت کی درخواست کی، انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم ہی میں سے کوئی آدمی نماز پڑھائے (بعد میں میں تمہیں ایک حدیث سناؤں گا کہ میں تمہیں نماز کیوں نہیں پڑھا رہا؟) نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی قوم سے ملنے جائے تو وہ ان کی امامت نہ کرے، بلکہ ان میں کا ہی کوئی آدمی انہیں نماز پڑھائے۔

(۱۵۶۸۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ السُّجُودِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ [راجع: ۱۵۶۸۵].

(۱۵۶۸۹) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو نماز میں رکوع سے سر اٹھاتے وقت، سجدہ کرتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر کر لیتے تھے۔

## حَدِيثُ هُبَيْبِ بْنِ مُغْفِلٍ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ

## حضرت ہبیب بن مغفل غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیثیں

(۱۵۶۹۰) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ وَهْبٍ الْمِصْرِيَّ قَالَ عَبْد اللَّهِ وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هَارُونَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ هُبَيْبِ بْنِ مُغْفِلٍ الْغِفَارِيِّ أَنَّهُ رَأَى مُحَمَّدًا الْقُرَشِيَّ قَامَ يَجُرُّ إِزَارَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ هُبَيْبٌ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ وَطِئَهُ خُيَلَاءَ وَطِئَهُ فِي النَّارِ [اخرجه ابويعلى (۱۵۴۲). قال شعيب: اسناده صحيح]. [انظر: ۱۵۶۹۱، ۱۵۶۹۲، ۱۸۲۴۵، ۱۸۲۴۶، ۱۸۲۴۷].

(۱۵۶۹۰) حضرت ہبیب بن مغفل رضی اللہ عنہ نے محمد قریشی نامی ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چلا جا رہا ہے، حضرت

# كتاب

# أسماء المدلسين

تأليف

الإمام الحافظ جلال الدين السيوطي
توفي سنة ٩١١هـ

تحقيق

محمود محمد محمود حسن نصار
خريج كلية دار العلوم

دار الجيل
بيروت

# ١٦ــ سالم بن أبي الجود

ذكره الذهبي في الميزان

---

١٦ــ لعله سالم بن أبي الجعد.

قال عنه الذهبي في ميزان الاعتدال ( ٢ /١٠٩ ) ط عيسى الحلبي: « سالم بن أبي الجعد من ثقات التابعين لكنه **يدلس ويرسل** قال أحمد: لم يسمع من ثوبان ولم يلقه ».

قلت: الذهبي ــ حديثه عن النعمان بن بشير وعن جابر في الصحيحين.

وحديثه في البخاري عن عبد الله بن عمرو وعن ابن عمر، وحديثه عن علي في سنن النسائي وأبي داود.

**له ترجمة في المراجع الآتية:**

١ ــ تهذيب التهذيب ٣/٤٤٥

٢ ــ تراجم الاحبار ٥/١٠٧

٣ ــ تنقيح المقال ٤٥٣٤

٤ ــ التعديل والتجريح رقم ١٣٢٧

# ١٧ــ سعيد بن أبي عروبة

مشهور به [ بالتدليس ].

---

١٧ــ سعيد بن أبي عروبة هو: سعيد بن أبي عروبة مهران العدوي مولاهم أبو النضر البصري.

روى عن الحسن، وابن سيرين، وأيوب، وزياد بن كلِب، وقتادة، وخلق.

وعنه الأعمش أحد شيوخه، وشعبة، والثوري، وابن المبارك ويحيى القطان، ويزيد بن زريع وخلق.

قال أحمد: لم يكن له كتاب، إنما كان يحفظ ذلك كله.

# ٤٣ــ عمر بن علي بن عطاء بن مُقدَّم

---

٤٣ ــ قال عنه **ابن حجر العسقلاني في تقريب التهذيب** ( ٢ /٦١ ): كان **يدلس** شديداً. من الثامنة. مات سنة تسعين، وقيل بعدها.

وقال الذهبي في الكاشف (٢ /٣١٩) ترجمة رقم (٤١٦١ /١٦٤٧): ... مولى ثقيف. عن أبي حازم وهشام بن عروة.وعنه ابناه وخليفة، وبِندار وخلق. رجل صالح موثق يدلس. مات سنة ١٩٠ هـ.

# ٤٤ــ قتادة

مشهور بالتدليس

---

٤٤ ــ قال عند الذهبي في الكاشف. ( ٢ /٣٩٦ ) ترجمة رقم ( ٤٦١٨ /٥٤ ): قتادة بن دعامة أبو الخطاب السدوسي الأعمى الحافظ المفسِّر. عن عبد الله بن سرجس وأنس وعنه أيوب وشعبة وأبو عوانة مات كهلا سنة ١١٨ هـ وقيل سنة ١١٧ هـ.

قال في التقريب الحافظ ابن حجر ( ٢ /١٢٣ ): أبو الخطاب البصري، ثقة، ثبت، يقال ولد أمه. وهو رأس الطبقة الرابعة. مات سنة بضع عشرة.

**له ترجمة في المراجع الآتية:**

١ ــ التعديل والتجريح رقم ١٢٥١
٢ ــ معجم طبقات الحفاظ ص ١٤٣
٣ ــ المعرفة والتاريخ انظر الفهارس ص ٧٢٤
٤ ــ البداية والنهاية ٣١٣/٩
٥ ــ تهذيب التهذيب ٣٥١/٨ ٣٥٦
٦ ــ تراجم الاحبار ٢٦٤/٣
٧ ــ تاريخ الثقات ٣٨٩
٨ ــ طبقات ابن سعد ٣٠١/٧
٩ ــ تهذيب الكمال ٣٩٦/٢
١٠ ــ الكاشف ٣٩٦/٢
١١ ــ تذكرة الحفاظ ١١٥/١، ١١٧

لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَصَاعِدًا (حدیث شریف)

جس شخص نے سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ قرآن کریم کا کوئی اور بھی حصہ نہ پڑھا تو اس کی نماز نہ ہوگی (حدیث رسولؐ)

# احسن الکلام

## فی

## ترک القرأۃ خلف الامام

### جلد دوم

"جس میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو رکن اور ضروری ٹھہرانے والے فریق کے پیش کردہ نقلی اور عقلی دلائل پر روایۃً و درایۃً سیر حاصل کلام کیا گیا ہے۔ اور یہ امر واضح قرائن سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عبادہؓ بن الصامت وغیرہ کی اس روایت کے علاوہ جس میں فصاعداً اما تیسر اور ما زاد کی زیادت یا الّا وراء الامام کی استثناء بھی مذکور ہے اور کوئی روایت صحیح نہیں ہے، خصوصاً وہ روایات جن میں خلف الامام کی قید اور الّا بفاتحۃ الکتاب کی استثناء موجود ہے وہ تمام ضعیف کمزور اور معلول ہیں نیز حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ وغیرہم کے آثار کا پس منظر بھی آشکارا کیا گیا ہے اور مؤلف خیر الکلام کے اعتراضات کا مانا بانا بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔"


تالیف

ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر، گوجرانوالہ

انا لنفعل قال فلا تفعلوا وليقرأ احدكم بفاتحة الكتاب فی نفسه (جزأ القراءة ص۵۴ کتاب القراءة ص۴۸ سنن الکبریٰ جلد۲ ص۱۶۶ دار قطنی جلد۱ ص۱۲۹ وغیرہ)

کہا ہاں حضرت ہم قرأت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرنا ہر ایک کو چاہیئے کہ فی نفسہٖ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرے

مبارکپوری صاحبؒ کہتے ہیں کہ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں رواتہ ثقات (مجمع الزوائد جلد۲ ص۱۱۰) اس لیے یہ روایت بالکل صحیح ہے (تحقیق الکلام جلد۱ ص۹ وغیرہ)

جواب :- اگر محض بلا دلیل کہنے سے روایت صحیح ہو سکتی ہے تو یہ صحیح ہوگی ورنہ اس کی صحت پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور یہ روایت بھی ضعیف ہے ، اوّلاً اس میں ابو قلابہؒ غضب کا مدلس ہے اور عنعنہ سے روایت کرتا ہے اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا - وثانیاً اس کی سند میں اضطراب ہے بعض طرق میں عن ابی قلابۃ عن انسؓ الوجہ (جزأ القراءة ص۵۴ ، کتاب القراءة ص۴۸ دار قطنی جلد۱ ص۱۲۹) اور بعض طرق میں عن ابی قلابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے (جزأ القراءة ص۵۴ ، کتاب القراءة ص۴۸ و بیہقی جلد۲ صفحہ ۱۶۶) اور بعض طرق میں عن ابی قلابۃ عن محمد بن ابی عائشہؓ عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (دار قطنی ص۱۲۹ ، بیہقی جلد۲ ص۱۶۶ تلخیص الحبیر ص۸۷) اور بعض طرق میں عن ابی مدریہؓ ہے (دار قطنی جلد۱ ص۱۲۹) اور پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حدیث مضطرب فریق ثانی کے نزدیک بھی ضعیف ہوتی ہے اور اس میں شدید اختلاف ہے پھر یہ کیسے قابل استدلال ہو سکتی ہے ؟ وثالثاً اس کے متن میں بھی اضطراب ہے بعض طرق میں یہ روایت فلا تفعلوا پر ختم ہو جاتی ہے اور اس میں جملہ استثنائیہ موجود نہیں ہے ۔ (کتاب القراءة ص۴۹ والجوہر النقی جلد۲ ص۱۶۷) اور بعض طرق میں یہ جملہ استثنائیہ بھی موجود ہے (کتاب القراءة ص۱۲۲ اور بیہقیؒ جلد۲ ص۱۶۶ و طحاوی جلد۱ ص۱۲۸ وغیرہ) اور ایک روایت میں صرف لیقرأ بفاتحة الکتاب کا ذکر ہے (جزأ القراءة ص۵۴) امام بیہقیؒ نے یوسفؒ بن عدیؒ پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ جملہ نہ ذکر کرنے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے لیکن وہ تو ثقہ تھے ، ابو زرعہؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں مسلمہؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد۱۱ ص۱۱۸) اس لیے یہ الزام کسی اور راوی پر ہونا چاہیئے کیوں نہ ہو کہ یہ الزام

# جزء القراءة مترجم

# و

# جزء رفع الیدین مترجم


للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ


## ترجمہ و تشریح

از مناظر اسلام ترجمان اہل السنت والجماعت

مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمہ اللہ

## عنوانات و ترتیب و تصحیح


مولانا نعیم احمد استاذ جامعہ مخزن المدارس ملتان



ناشر

مکتبہ امدادیہ، ملتان۔ پاکستان

نہیں سنائی بلکہ ایک خارجی نصر بن عاصم کو سنائی جو بخاری کے نزدیک تدلیس قتادہ کی وجہ سے بھی ضعیف ہے اور دوسرے ابو قلابہ ناصبی کو سنائی جو خالد کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۵۶)..... اخبرنا عبد الله بن محمد انا ابو عامر حدثنا ابراهيم بن طهمان عن ابی الزبير عن طاؤس ان ابن عباس رضی الله عنهما كان اذا قام الی الصلاة رفع يديه حتیٰ يحاذی اذانيه واذا رفع رأسه من الركوع و استویٰ قائماً فعل مثل ذلك۔

ترجمہ ..... طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کانوں کے برابر تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تو اسی طرح کرتے۔

یہ حدیث سنداً (سند کے اعتبار سے) ضعیف ہے کیونکہ ابو زبیر مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے اور ویسے بھی اس میں پانچ دفعہ رفع یدین کا ذکر ہے وہ بھی کانوں کے برابر تک۔

(۵۷)..... حدثنا محمد بن مقاتل انا عافية انا اسماعيل حدثنی صالح بن كيسان عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : كان رسول الله صلی الله عليه ولم يرفع يديه حذو منكبيه حين يكبر يفتتح الصلاة و حين يركع.

ترجمہ ..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے۔

یہ حدیث سنداً ضعیف ہے کیونکہ اسماعیل بن عیاش کی روایت اہل حجاز سے صحیح نہیں اور متن کے اعتبار سے امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ نے حین یرکع کے

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ (القرآن)

"الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ" (الحدیث)

دمی اُس نے جانِ عشق میں توحید کے لیے — مُردوں کو تُو نے زندۂ جاوید کر دیا

# المسلک المنصور

## فی ردّ

# الکتاب المسطور

W

"حین الصدور میں اُمّتِ مسلمہ کے اتفاقی و اجماعی عقیدہ کو صریح اور مضبوط دلائل سے اُجاگر کیا گیا ہے کہ "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" اور حیات گو اس دُنیا میں بسنے والوں کے ادراک و شعور اور حس سے بالاتر اور وراء الوراء لَا تَشْعُرُوْنَ میں داخل مگر ہے اُن جاودانہ کے بواسطہ ارواحِ طیبہ کے تعلق سے جو دُنیا میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھے اور اسی حیات کے آثار میں ہے کہ عند القبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلام سنتے اور اُس کا جواب دیتے ہیں لیکن جناب نبوی صاحبیہ کہتے ہیں کہ قبور میں حیات الانبیاء کا عقیدہ معتزلہ، جہمیہ معطلہ، مناقفوں، روافض، قادیانیوں، بندوؤں اور بریلویوں کا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) اس پیشِ نظر کتاب میں ان کے باطل نظریہ کو باحوالہ نقل کر کے اس کا علمی اور تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے قارئین کرام خود فیصلہ کریں۔ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝

ابو الزاہد محمد سرفراز، خطیب جامع مسجد گکھڑ، و صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

کی جرأت نہ ہوتی اب انشاء اللہ العزیز طبع جدید میں اس کی بھی اصلاح کر دی جائے گی اور غیر المنظور ص ۲۴۵/۲۸ کے بجائے مسند احمد ص ۲۹۰/۲۸ غلط چھپ گیا ہے اور انشاء اللہ العزیز اس کی بھی اصلاح ہو جائے گی غرضیکہ معترض نے ان تمام حقائق سے آنکھیں بند کر کے ابن اسحاق کی روایت کے بارے اعتراض کیا ہے۔

(۳) جب جمہور محدثین کرامؒ اور ائمہ جرح و تعدیل کسی راوی کو ثقہ کہیں اور ان میں کوئی ایک دو کہیں اس راوی پر جرح کا کلمہ بولیں تو اس سے وہ راوی مجروح نہیں ہو جاتا کیونکہ الحق مع الجمہور تو ایسے جرحی کلمہ کے چھوڑنے سے راوی پر یا اس کی روایت پر کیا زد پڑتی ہے! اگر فتح الباری سے اپنے مطلب کی عبارت نقل کی ہے تو کیا جرم کیا ہے تمام مصنفین دوسری کتابوں سے صرف اپنے مطلب کے حوالے ہی نقل کیا کرتے ہیں سب عبارتیں اور ساری کتابیں کون نقل کیا کرتا ہے! اور کس نے نقل کی ہیں؟ ہاں مصنف کی مراد کے خلاف عبارت اور حوالہ نقل کر دینا اور مغالطہ دینا اصول تصنیف کے خلاف ہے مگر اس کا واضح ثبوت درکار ہے کہ ایسا ہوا ہے محض کسی کی فہم حجت نہیں۔

(۴) ذہن میں نہیں آیا کہ احسن الکلام میں عثمان بن عمر راوی کا ذکر کہاں ہے؟ اگر وہ مطلوب ہو گیا ہے تو نہ تو راقم اثیم معصوم ہے اور نہ کاتب۔ غلطی ہوئی تو انشاء اللہ العزیز ضرور اصلاح کر لی جائے گی اور کتب حدیث کی اسانید میں مطلوب کی بکثرت مثالیں موجود ہیں والعصمۃ بید اللہ تعالیٰ۔

(۵) قتادہؒ کو احسن الکلام میں ثقہ اور احد علماء التابعین والائمۃ العالمین وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ بجا ہے کہ روایت میں ثقہ ہے اور سماع الموتیٰ ص ۲۱۲ میں لکھا ہے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ برملا اپنا ردی عقیدہ بیان کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ

# كتاب الضعفاء

ومن نسب إلى الكذب ووضع الحديث
ومن غلب على حديثه الوهم
ومن يتهم في بعض حديثه
ومجهول روى ما لا يتابع عليه
وصاحب بدعة يغلو فيها ويدعو إليها
وإن كانت حاله في الحديث مستقيمة

تأليف
أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي
(... - ٣٢٢هـ)

تحقيق
حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي

الجزء الرابع

دار الصميعي
للنشر والتوزيع

حدثناه أحمد بن جعفر الرازي، حدثنا أحمد بن الخليل الرازي، حدثنا إسماعيل بن أبي أويس، حدثني أبي، عن محمد بن الحسن الهاشمي، عن ابن جُرَيْج، عن ابن عبيد بن عمير، عن أبي الطفيل، عن علي رضي الله عنه أنه قال: أمر ـ يعني النبي ﷺ ـ بقتل الحيّتان: ذي الطُّفْيَتَيْن، والأبتر، وبقتل الأسود البهيم ذي الغرَّتَيْن.

وهذا يُروى بغير هذا الإسناد من طريق صالح بخلاف هذا اللفظ[1].

**١٦١١ ـ محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة (كُوفي)[2]:**

حدثنا أحمد بن محمد بن صدقة، قال: سمعت العباس بن محمد البَصْري يقول: سمعتُ يَحْيى بن معين، يقول: محمد جهمي كذاب[3].

حدثنا محمد بن أحمد، حدثنا معاوية بن صالح، قال: سمعت يحيى، قال: محمد بن **الحسن** صاحب الرأي ضعيف[4].

حدثنا الهيثم بن خلف، حدثنا محمد بن نعيم البلخي، حدثنا فتح بن نعيم البلخي، قال: سمعتُ أسد بن عمرو، يقول: محمد بن الحسن كذاب.

حدثنا عبدالله بن أحمد بن عبدالسلام ـ يعني ـ الحفاف، حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثني أحمد بن محمد، قال: سمعت عبدان، يقول: سمعتُ منصور بن خالد، قال: انطلقت إلى محمد بن الحسن، فسمعته يقول: لا ينظر أحد في كلامنا يريد به الله، قال: فاكتفيت بذلك منه.

حدثنا علي بن الحسين بن الجنيد الرازي، حدثنا عبدالرحمٰن بن عمرو

---

(١) هو عند البخاري (٣٣٠٨ و٣٣٠٩) من حديث عائشة.

(٢) لسان الميزان (٦/٢٤ ـ ٢٨).

(٣) لم أره في تاريخ الدوري.

(٤) الكامل (٦/١٧٤).

# الكامل
# في ضعفاء الرجال

تأليف

الإمام الحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني
المتوفى سنة ٣٦٥هـ

تحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود  الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
عميد معهد الأزهر

## الجزء السابع

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وهذا لا أعلم رواه عن أبي هلال بهذا الإسناد غير محمد بن الحسن هذا .

حدثنا أبو يعلى ، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ، ثنا محمد بن الحسن ، ثنا أبو جميع الهُجَيْمِيّ ، عن ثابت ، عن أنس : أن رسول الله ﷺ أعطى عليًا وفاطمة غلامًا وقال : « أحْسِنَا إليه فإني رأيتُهُ يُصَلّي »[1] .

وهذا بهذا الإسناد يرويه محمد بن الحسن ، وهو يلقب بالتلّ من أهل « الكوفة » وله غير ما ذكرت إفرادات ، وحدث عنه الثقات من الناس ، ولمَ أر بحديثه بأسًا .

## ٣٧/ ١٦٥٨ مُحَمَّدُ بْنُ الحَسَنِ أَبُو عَبْد الله الشَّيْبَانِي صَاحِبُ الرَّأْيِ[2]

## توفي بالرَّيّ رَحِمَهُ الله

حدثنا علي بن أحمد بن سليمان ، ثنا ابن أبي مريم سألت أحمد بن حنبل ، عن محمد بن الحسن فقال : ليس بشيء ، ولا يكتب حديثه .

حدثنا أحمد بن حفص يقول : سمعت أبا بكر الأعين يقول : سمعت أحمد بن حنبل يقول : لا تكتب عن أحد منهم ، ولا كرامة لهم يعني أصحاب أبي حنيفة .

حدثنا ابن حماد، ثنا عبّاس، عن يحيى قال : محمد بن الحسن الشيباني ليس بشيء.

سمعت أحمد بن محمد بن سعيد يقول : سمعت محمد بن سعد العوفي يقول : سمعت يحيى بن معين يقول : محمد بن الحسن كذاب .

حدثنا ابن حماد حدثني عبد الله بن أحمد ، سألت أبي عن محمد بن الحسن صاحب الرأي ، صاحب أبي حنيفة قال : لا أروي عنه شيئًا.

أخبرني الحسن بن أبي الحسن قال : حدثني محمد بن شَاذَانَ ، ثنا إسحاق

---

= والعقيلي ٤/ ٥٠ ، والخطيب في التاريخ ٥/ ١٤٣ ـ ١٤٤ وقال العقيلي : لا يتابع على حديثه ، وقال في الزوائد : إسناد أبي هريرة حسن ، وأبو هلال اسمه محمد بن سليم مختلف فيه ، وكذلك محمد بن الحسن الأسدي ، وباقي رجال الإسناد ثقات .

(١) أخرجه أبو يعلي (٣٣٨٣) ، وذكره الهيثمي في المجمع ٤/ ٢٤١ وقال : رواه أبو يعلى ورجاله ثقات، وذكره ابن حجر في المطالب (٢٧٨٥) ،وعزاه لأبي بكر بن أبي شيبة ،وأبي يعلى.

(٢) ينظر: المغني ٢/ ٥٦٧ ، الضعفاء والمتروكين ٣/ ٥٠ ، الجرح والتعديل ٧/ ٢٢٧ ، الضعفاء الكبير ٤/ ٥٥ .

ابن راهويه ، سمعت يحيى بن آدم يقول : كان شريك لا يجيز شهادة المُرْجِئَة قال : فشهد عنده محمد بن الحسن ، فلم يجز شهادته فقيل له : محمد بن الحسن!! فقال : أنا أجيز شهادة من يقول : الصلاة ليست من الإيمان؟!

حدثنا علي بن أحمد ، ثنا أحمد بن سعد بن أبي مريم ، قال لي غير يحيى بن معين: اجتمع الناس على طرح هؤلاء النفر ليس يذاكر بحديثهم ، ولا يعتد بهم منهم محمد بن الحسن .

حدثنا الجنيدي ، ثنا البخاري قال أحمد بن عبدة ، عن عبدان سمعت منصور بن خالد يقول : اطلعت إلى محمد بن الحسن سمعته يقول : لا ينظر أحد إلى[1] كلامنا يريد به الله ، قال : فاكتفيت بذاك منه .

ذكر حمزة بن إسماعيل الطبري ، عن محمد بن أبي منصور ، عن أبي نعيم قال أبو يوسف : محمد بن الحسن يكذب عليَّ .

سمعت أحمد بن محمد بن الحسن بن عمر يقول : سمعت الحَجَّاج بن حمزة الخشابي يقول : سمعت هشام بن عبيد الله الرازي يقول : لما سمعنا كتب محمد بن الحسن بـ « الرقَّة » قلنا : قولك أرأيت إلى من ينسب وسؤالك عَمَّن؟ قال : إنما هو سواد في بياض إن شئتم فخذوه ، وإن شئتم فدعوه .

ومحمد بن الحسن هذا ليس هو من أهل الحديث ، ولا هو ممن كان في طبقته يعنون بالحديث[2] حتى أذكر شيئًا من مسنده ، على أنه سمع من مالك « الموطأ » وكان يقول لأصحابه : ما رأيت أسوأ ثناء منكم على أصحابكم ، إذا حدثتكم عن مالك ملأتم عَلَيَّ الموضوع ، وإذا حدثتكم عن غيره تجيئوني متكارهين ، وإنما أراد به أبا حنيفة وأصحابه ، والاشتغال بحديثه شغل لا يحتاج إليه؛ لأنه ليس هو من أهل الحديث فينكر عليه[3] وقد تكلم [ فيه ][4] من ذكرنا، وقد استغنى أهل الحديث عما يرويه محمد بن الحسن وأمثاله .

---

(١) في ث : في .
(٢) في ث : بالحديث ولا يعنون به .
(٣) في ث : عليه ما يرويه .
(٤) سقط في: ث .

# تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء
من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت
الخطيب البغدادي
٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

## المجلد الثاني

محمد بن إسحاق - محمد بن الحسن

١ - ٦١٥

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه
الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

ابن سعيد بن أبي مريم، قال: وسألته، يعني يحيى[1] بن مَعِين، عن محمد بن الحسن، فقال: ليس بشيء ولا يُكتب حديثه[2].

أخبرنا محمد بن الحُسين القَطَّان، قال: أخبرنا عثمان بن أحمد الدقاق، قال: حدثنا أبو العباس سَهْل بن أحمد الواسطي، قال: حدثنا أبو حفص عَمرو ابن علي الصَّيْرفي، قال: محمد بن الحسن صاحب الرأي ضعيف.

أخبرنا محمد بن أبي علي الأصبهاني قال: أخبرنا الحُسين بن محمد الشافعي بالأهواز، قال: أخبرنا أبو عُبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري، قال: وسألته، يعني أبا داود السِّجستاني، عن محمد بن الحسن الشيباني، فقال: لا شيء لا يكتب حديثه.

أخبرنا أحمد بن محمد بن غالب[3]، قال: سألتُ أبا الحسن الدَّارقُطني عن محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة، فقال: قال يحيى بن معين كَذَّاب، وقال فيه أحمد، يعني ابن حنبل، نحو هذا. قال أبو الحسن: وعندي لا يستحق الترك.

أخبرنا علي بن محمد بن الحسن المالكي، قال: أخبرنا عبدالله بن عثمان الصفار، قال: أخبرنا محمد بن عِمْران بن موسى الصَّيْرفي، قال: حدثنا عبدالله ابن علي ابن المديني، عن أبيه، قال: وسألته: عن أسد بن عَمرو، والحسن ابن زياد اللؤلؤي، ومحمد بن الحسن، فضعَّفَ أسدًا والحسن بن زياد، وقال: محمد بن الحسن صَدُوق.

أخبرنا أبو سعيد الحسن بن محمد بن عبدالله بن حسنويه الأصبهاني، قال: أخبرنا عبدالله بن محمد بن جعفر بن حَيَّان، قال: أخبرنا عمر بن أحمد

---

(١) سقطت من م.

(٢) في م: «فلا تكتب حديثه»، وما أثبتناه من ل١. ومما تجدر الإشارة إليه أن ابن عدي روى هذا الخبر عن شيخه علي بن أحمد بن سليمان، عن ابن أبي مريم أنه سأل أحمد ابن حنبل، وليس ابن معين، فأجابه بمثل هذه الإجابة! (الكامل ٦/ ٢١٨٣).

(٣) هو البرقاني، وهو في سؤالاته للدارقطني (٤٦٨).

# أحوال الرجال

لأبي إسحاق ابراهيم بن يعقوب الجوزجاني

المتوفى سنة ٢٥٩ هـ

حققه وعلق عليه

السيد صبحي البدري السامرائي

مؤسسة الرسالة

٩٨ ــ ومحمّدُ بنُ الحَسَنِ. ٩٩ ــ واللُؤلُؤيُّ. قدفَرَغَ اللَّه منهم.

---

= الأثر، وإذا روىٰ عنه ثقة، وروىٰ هو عن ثقة فلا بأس به، قال صبحي: وهو الحق.

ووثقه النسائي، وذكره ابن حبان في الثقات، وقال: كان شيخاً متقناً. ووثقه أيضاً البيهقي في السنن ١/٣٤٧، وقال الإمام محمد بن جرير الطبري فيما نقله عن صاحب «الانتقاء» ص ١٧٢: كان أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم القاضي فقيهاً عالماً حافظاً ذكر أنه كان يعرف بحفظ الحديث، وأنه كان يحضر المحدث، فيحفظ خمسين وستين حديثاً، ثم يقوم فيمليها على الناس، وكان كثير الحديث.

قال أبو عمر بن عبد البر: كان يحيى بن معين يثني عليه ويوثقه، وأما سائر أهل الحديث فهم كالأعداء لأبي حنيفة وأصحابه.

الضعفاء الصغير ٤١٢، الجرح والتعديل ٩/٨٤١، الدوري (٥٣٥٣)، الكامل ٣/ ق ٢٠٩، عقيلي ق ٢٣٦، ميزان الاعتدال ١/٤٤٧، الانتقاء ص ١٧٢ ــ ١٧٣.

**٩٨ ــ محمد بن الحسن الشيباني أبو عبد الله:**

أحد الفقهاء وتلميذ أبي حنيفة.

قال الذهبي: مِنْ بحور العلم والفقه قوياً في مالك. قال ابن معين: ليس بشيء، وقال أحمد: لا أروي عنه شيئاً، وليّنه النسائي من قبل حفظه.

الجرح والتعديل ٧/١٢٥٣، الكامل ٣/ ق ٥٧، العقيلي ق ١٨٩، ميزان الاعتدال ٣/٥١٣. وللعلامة الكوثري ترجمة للإمام محمد بن الحسن وفاه حقه فيها رحمه الله.

**٩٩ ــ الحسن بن زياد اللؤلؤي الكوفي:**

تفقه على أبي حنيفة.

روىٰ أحمد بن أبي مريم وعباس الدوري عن يحيى بن معين: كَذَّاب، وقال ابن نُمير: يكذب على ابن جُريج، وكذبه أبو داود فقال: كذَّاب غير ثقة، وقال أبو حاتم: ليس بثقة ولا مأمون، وقال ابن المديني: لا يُكتب حديثه، وقال الدارقطني: ضعيف متروك. قال الذهبي: كان رأساً في الفقه. =

كتاب

# المجروحين

## من المحدثين والضعفاء والمتروكين


للإمام الحافظ

محمد بن حبان بن أحمد أبي حاتم التميمي البستي

المتوفى سنة ٣٥٤ هـ


الجزء الثاني


تحقيق

محمود إبراهيم زايد

عن النعمان أكثر ما يُقَول عليه ، وكان مُرْجئاً دَاعِياً إليه ، وهو أول من رَدَّ على أَهْل المدينة ونصر صاحبه يَعْنى النعمان ، وكان عاقلا ليس فى الحديث بشىء كان يروى عن الثقات ويهم فيها فلما فحش ذلك منه استحق تركه من أجل كثرة خطئه لأنه كان دَاعية إلى مَذْهبهم ، مات بالرّى هو والكسائى فى يَوْم واحد ، وكان خرج إليها مع هارون الرشيد سنة تسع وثمانين ومائتين .

أخبرنا الضحاك بن هارون قال : حدثنا محمد بن أحمد الأصفرى قال : سمعت يحيى بن معين يقول : محمد بن الحسن كذاب صاحب أبى حنيفة .

أخبرنا محمد بن عبد الرحمن قال : حدثنا الفَضْل بن عبد الرحيم المروزى قال : سمعت محمد بن النضر بن مساور يقول : سمعت أبى يقول : كلّمنى محمد بن الحسن أن أكلم عبد الله بن المبارك أن يقرأ له كتابا فكلّمه فقال : لا تُعْجبنى شمائله قال محمد بن النضر : فجاءنى سَعِيد بن معاذ فقال : ليس ذا حديث يحب عليك روايته أسألك ألّا ترويه فأبيت .

سمعت محمد بن إسحق بن سعيد السعدى يقول ، سمعت ابن قَهْزَاد يقول ، سمعت إبراهيم بن الأَشْعث النجارى يقول ، دخل فضل بن عياض المسجد ومحمد بن الحسن جالس فقال ، غير ثقة والله ولا مَأْمون .

محمد بن الحَسَن الهَمْدَانى [1] ، وهو الذى يقال له ابن أَبِى يَزِيد ، من أهل الكوفة ، سكن واسط ثم انتقل إلى بغداد ، وكان ينزل عند مَقْبرة الخَيْزران ، كنيته أبو الحسن ، يروى عن عَمْرو بن قَيْس ، روى عنه العراقيون ، منكر الحديث يروى عن الثّقات المعضلات ، وكان أحمد بن حنبل يقول : رأيته وكان لا يَسْوَى شيئاً

---

(١) محمد بن الحسن الهمدانى : قال ابن معين : قد سمعنا منه ولم يكن بثقة . وقال مرة : كان يكذب . وقال أبو حاتم : ليس بالقوى . الميزان ٣/٥١٤ التاريخ الكبير ١/٦٦

# كتاب تاريخ
# أسماء الضعفاء والكذابين

للإمام أبي حفص عمر بن أحمد بن شاهين
المتوفى سنة ٣٨٥هـ

دراسة وتحقيق
الدكتور
عبد الرحيم محمد أحمد القشقري
الأستاذ المساعد بكلية الحديث الشريف

# بـاب الميـم

## مـن اسمـه محمـد

قال ابن معين:

٥٣٣ ـ محمد بن عبدالله بن عبيد بن عمير. ليس حديثه بشيء[١].

٥٣٤ ـ محمد بن عبدالرحمن بن مجبر. ليس بشيء[٢].

٥٣٥ ـ محمد بن كريب ـ أخو رشدين ـ فليس حديثهما بشيء[٣].

٥٣٦ ـ محمد بن الحسن الشيباني ـ صاحب أبي حنيفة ـ ليس بشيء[٤].

٥٣٧ ـ محمد بن الحسن بن أبي يزيد. يكذب[٥].

٥٣٨ ـ ومحمد بن طلحة. ليس بشيء[٦].

٥٣٩ ـ ومحمد بن سالم. ضعيف الحديث[٧].

وقال أحمد بن حنبل:

٥٤٠ ـ محمد بن القاسم. أبو ابراهيم. يكذب. أحاديثه أحاديث موضوعة[٨].

---

(١) التاريخ ٢/٥٢٣.

(٢) انظر لسان الميزان ٥/٢٤٤.

(٣) التاريخ ٢/٥٣٦.

(٤) المصدر السابق ٢/٥١١.

(٥) المصدر السابق ٢/٥١٠.

(٦) المصدر السابق ٢/٥٢٢.

(٧) المصدر السابق ٢/٥١٧.

(٨) العلل ومعرفة الرجال ص ٢٨١.

# كتاب الضعفاء والمتروكين

تأليف

الشيخ الإمام

جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد
ابن الجوزي . . . . الواعظ البغدادي
رحمه الله

( فائد ـ ابن نمران )
٢٦٩٢ ـ ٤٠١٨

حقّقه
أبو الفداء
عبد الله القاضي

الجزء الثالث

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

**٢٩٣٣ ـ محمد بن حذيفة الأسديّ[1] : البصريّ:**

يروي عن ابن عيينة. قال ابن حبان: يقلب الأخبار ويروي عن الثقات ما لا يشبه حديث الأثبات.

**٢٩٣٤ ـ محمد بن حذيفة بن داب:**

قال الرازي: ضعيف.

**٢٩٣٥ ـ محمد بن حسان السلمي :**

قال أبو حاتم الرازي: مجهول.

**٢٩٣٦ ـ محمد بن حسان، أبو جعفر، السُّمَتيّ:**

يروي عن هشيم.

قال أبو حاتم الرازي والدارقطني: ليس بالقوي.

**٢٩٣٧ ـ محمد بن حسان الكوفيّ:**

قال أبو حاتم الرازي: كان كذاباً.

**٢٩٣٨ ـ محمد بن الحسن الأزديّ، البصريّ:** من رهط المُهَلّب بن أبي صفرة.

قال ابن حبان: يروي عن مالك مالا أصل له، لا يجوز الاحتجاج به.

**٢٩٣٩ ـ محمد بن الحسن، أبو عبد الله، الشيباني:** صاحب الرأي.

قال أحمد: ليس بشيء ولا يكتب حديثه. وقال مرة: كذاب.

وقال يحيى: ليس بشيء. وقال النسائي: ضعيف في الحديث.

**٢٩٤٠ ـ محمد بن الحسن اليماني:**

قال أبو حاتم الرازي: مجهول.

**٢٩٤١ ـ محمد بن الحسن بن آنش الصنعاني:**

قال ابن حماد، والنسائي، والأزدي: متروك الحديث. وقال الدارقطني: ليس بالقوي.

---

(١) الميزان: الأُسَيْدي ـ بالتصغير.

# تاريخ مدينة السلام

## وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت

الخطيب البغدادي

٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

المجلد الثاني

محمد بن إسحاق - محمد بن الحسن

١ - ٦١٥

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

الجريري أنَّ أبا القاسم علي بن محمد بن كاس النَّخَعي حدثهم، قال: حدثنا أحمد بن حَمَّاد بن سفيان، قال: سمعت الربيع بن سُليمان، قال: سمعت الشافعي يقول: ما رأيت أعقل من محمد بن الحسن.

وقال النخعي: حدثنا عبدالله بن العباسي الطيالسي، قال: حدثنا عباس الدوري، قال: سمعت يحيى بن معين يقول: كتبتُ الجامع الصغير عن محمد ابن الحسن.

أخبرنا محمد بن أحمد بن رِزْق، قال: أخبرنا عثمان بن أحمد الدقاق، قال: أخبرنا محمد بن إسماعيل التمار الرَّقي، قال: حدثني الربيع، قال: سمعت الشافعي يقول: حملتُ عن محمد بن الحسن وَقْر بُخْتِي[1] كُتُبًا.

أخبرنا أبو بشر محمد بن عُمر الوكيل، قال: حدثنا عمر بن أحمد الواعظ. وأخبرنا أبو طاهر محمد بن علي بن محمد بن يوسف الواعظ، قال: أخبرنا عُبيدالله بن عثمان الدقاق؛ قالا: حدثنا إبراهيم بن محمد بن أحمد البُخاري، قال: حدثني عباس بن عُزَيْر[2] أبو الفضل - زاد عبيدالله: القَطَّان - ثم اتفقا، قال: حدثنا حَرْملة بن يحيى، قال: حدثنا محمد بن إدريس الشافعي، قال: كان محمد بن الحسن الشَّيباني إذا أخذَ في المسألة كأنه قرآن ينزل عليه لا يقدم حرفًا ولا يؤخر.

أخبرنا علي بن أبي علي، قال: أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر، قال: حدثني أبو الحسن محمد بن إبراهيم بن حُبَيْش البَغَوي، قال: حدثني جعفر بن ياسين، قال: سمعتُ الرَّبيع بن سُليمان يقول: وقف رجل على الشافعي، فسأله عن مسألة فأجابه، فقال له الرجل: يا أبا عبدالله خالفك الفقهاء. فقال له الشافعي: وهل رأيت فقيهًا قط؟ اللهم إلا أن تكون رأيت محمد بن الحسن فإنه كان يملأ العين والقلب، وما رأيت مُبْدنًا قط أذكى من محمد بن الحسن.

---

(١) أي: وقر بعير.

(٢) آخره راء مهملة، قيده الذهبي في المشتبه ٤٦٠ فقال: «وعباس بن عزير سمع حرملة».

# تهذيب التهذيب

تصنيف

الحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي

ولد سنة ٧٧٣هـ - توفي سنة ٨٥٢ هـ

باعتناء

إبراهيم الزيبق  عادل مرشد

مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

حدَّثنا خُلَيْد العَصَريّ، عن أبي الدرداء: «خمس مَنْ جاء بهنَّ . .» الحديث. وهو من رواية ابن الأعرابي.

**قلت**: ذكر أبو موسى المَدِيْني أنه توفي سنة (٧) أو (٢٨)، والظاهر أنه خطأ، وكأنَّه أراد وثلاثين، ورويناه في الجزء الثاني من حديث الفاكهي عن ابن أبي مسرة أنه سمع يعقوب بن إسحاق ابن بنت حُمَيْد الطويل يقول: مات أبَان بن أبي عَيَّاش في أول رجب سنة (١٣٨).

وكذا ذكره القراب في «تاريخه».

وقال الذهبي في «الميزان»: بقي إلى بعد الأربعين ومئة، ولا يخفى ما فيه.

وقال ابن حِبَّان: كان من العُبَّاد، سمع من أنس أحاديث، وجالس الحسن، فكان يسمع من كلامه، فإذا حدَّث به جَعَل كلامَ الحسن عن أنس مرفوعاً، وهو لا يعلم، ولعله حدَّث عن أنس بأكثرَ من ألفٍ وخمس مئة حديث، ما لكثير شيءٍ منها أصل.

وقال ابن مَعين مرة: ليس بثقة.

وقال الجُوْزجاني: ساقِطٌ.

وقال ابن المَدِيْني: كان ضعيفاً.

وقال السَّاجي: كان رجلاً صالحاً سَخِياً فيه غَفْلة يَهِمُ في الحديث ويُخْطئُ فيه.

وقال يزيد بن هارون: قال شُعْبَة: ردائي وحِماري في المساكين صدقة إنْ لم يكن ابنُ أبي عَيَّاش يَكْذِب في الحديث.

قال شُعَيْب بن حَرْب: سمعت شعبة يقول: لأنْ أشربَ من بَوْلِ حماري أحبُّ إليَّ من أن أقول حَدَّثني أبانُ.

وقال ابن إدريس عن شعبة: لأنْ يَزْنِيَ الرجلُ خَيْرٌ من أن يروي عن أبان.

وقال سليمان بن حَرْب: حَدَّثنا حمَّاد بن زيد قال: جاءني أبان بن أبي عَيَّاش فقال: أحبُّ إنْ تكلَّم شعبةُ أن يَكُفَّ عني، قال: فكلَّمتُهُ، فَكَفَّ عنه أياماً، ثم أتاني في الليل فقال: إنه لا يَحِلُّ الكَفُّ عنه، إنَّه يَكْذِبُ على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

وقال يزيد بن زُرَيْع: حَدَّثني عن أنس بحديث، فقلتُ له: عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم؟ فقال: وهل يروي أنسٌ عن غير النبي صلى الله عليه وآله وسلم؟ فتركته.

وقال ابن سَعْد: بَصْري متروكُ الحديث.

وذكره الفَسَوي في باب مَنْ يرغب عن الرواية عنهم.

قرأتُ على إبراهيم بن محمد بمكة، أخبركم أحمد بن أبي طالب عن أبي المُنَجَّى بن اللَّتِّي، أن أبا الوقت أخبرهم، أخبرنا عبدالرحمن بن عَفِيْف أخبرنا ابن أبي شُرَيْح، أخبرنا أبو القاسم البَغَوي، حدَّثنا سُوَيْد بن سعيد: سمعتُ عليَّ بن مُسْهِر قال: كتبتُ أنا وحمزةُ الزَّيَّات عن أبان سماعاً نحو خمس مئة حديث، فلقيتُ حمزةَ فأخبرني أنه رأى النبيَّ صلى الله عليه وآله وسلم في المنام، قال: فَعَرَضْتُها عليه فما عرف منها إلا اليسير، خمسةً أو ستةً، فتركنا الحديث عنه، رواها مسلم في مقدمة كتابه عن سُوَيْد، فوافقناه بعلو درجتين.

ورواها ابنُ أبي حاتم، عن أبيه، عن سويد.

وقال العُقَيْلي: حدَّثنا أحمد بن علي الأبّار قال: رأيتُ النبيَّ صلى الله عليه وآله وسلم في النوم فقلت: يا رسولَ الله أترضى أبانَ بن أبي عَيَّاش؟ قال: لا.

وقال أبو عُبَيْد الآجُرِّي عن أبي داود: لا يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ.

وحكى الخليلي في «الإرشاد» بسندٍ صحيحٍ أن أحمد قال ليحيى بن معين - وهو يكتب عن عبدالرزَّاق عن مَعْمَر عن أبان نُسْخَةً -: تكْتُبُ هذه وأنتَ تَعْلَم أنَّ أبانَ كَذَّاب؟ فقال: يرحمُكَ اللهُ يا أبا عبدالله، أكتُبُها وأحْفَظُها، حتى إذا جاء كذابٌ يرويها عن مَعْمَر، عن ثابت، عن أنس، أقول له كذبْت، إنما هو أبان.

وقال الحاكم أبو أحمد: منكر الحديث، تَرَكَهُ شُعْبَة، وأبو عَوَانة، ويحيى، وعبدالرحمن.

**خ م د ت س - أبان بن يزيد العَطَّار**، أبو يزيد البَصْريُّ.

روى عن: يحيى بن سعيد الأنصاريّ، وهشام بن عروة، وعمرو بن دينار، وقتادة، ويحيى بن أبي كثير، وعاصم بن بَهْدلة، وغيرهم.

**وعنه**: ابنُ المبارك، والقطَّان، ومسلم بن إبراهيم، وموسى بن إسماعيل، وأبو الوليد، ويزيد بن هارون، وغيره.

قال أحمد: ثَبْتٌ في كل المشايخ.

وقال ابن مَعين: ثِقةٌ، كان القطَّان يروي عنه، وكان

اصولِ حدیث کی عظیم و مشہور کتاب

# اختصار علوم الحدیث

تالیف

ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ

المتوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ، تحقیق و حواشی

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک چیز ایک جارح کے نزدیک فسق کا باعث (جرح) ہوتی ہے جس کی بنیاد پر وہ جرح کر دیتا ہے حالانکہ حقیقت میں یا دوسروں کے نزدیک یہ جرح نہیں ہوتی، اس لئے جرح میں بیانِ سبب کی شرط لگائی گئی ہے۔

شیخ ابوعمرو (ابن الصلاح) نے کہا: جرح وتعدیل کی کتابوں میں اکثر پایا جاتا ہے کہ فلاں ضعیف ہے یا متروک ہے وغیرہ، اگر ہم اس پر بھروسا نہیں کریں گے تو (جرح وتعدیل کا) بہت بڑا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (پھر انھوں نے) یہ جواب دیا کہ اگر ہم اس پر اکتفا نہیں کرتے تو اس راوی کے بارے میں توقف کرتے ہیں کیونکہ ہمیں اس کے بارے میں شک ہو گیا ہے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: اس فن (علمِ حدیث) کے ماہر اماموں کا کلام اسباب کے ذکر کے بغیر تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ وہ اس علم کی معرفت، اطلاع اور عبور میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ وہ انصاف، دیانت، مہارت اور نصیحت (خیر خواہی) سے موصوف تھے، خاص طور پر وہ تمام (ماہرین) جب کسی راوی کو ضعیف، متروک یا کذاب وغیرہ قرار دیں تو ان ائمہ کی سچائی، امانت اور نصیحت کی وجہ سے ماہر محدّث ان کی موافقت سے ذرا بھی پیچھے نہیں رہتا۔

اسی لئے (امام) شافعی احادیث پر اپنے اکثر کلام میں فرماتے تھے: ''علمائے حدیث اسے ثابت نہیں سمجھتے'' وہ اس مجرد قول کے ساتھ حدیثِ مذکور کو رد کر دیتے اور اس سے حجت نہیں پکڑتے تھے۔ واللہ اعلم (۱)

.....

(۱) جرح وتعدیل میں ہمیشہ مفسر کو مبہم پر اور خاص کو عام پر ترجیح حاصل ہے مثلاً ایک محدّث نے کہا: سفیان بن حسین ثقہ ہیں، دوسرے نے کہا: سفیان بن حسین جب زہری سے روایت کریں تو ضعیف ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سفیان بن حسین اگر زہری سے روایت کریں تو ضعیف ہیں اور اگر زہری کے علاوہ دوسروں سے روایت کریں تو ثقہ ہیں۔

فائدہ (۱): جب جرح وتعدیل دونوں مبہم ہوں یا دونوں مفسر ہوں تو عدمِ تطبیق کی صورت میں ہمیشہ جمہور محدثین کو ہی ترجیح ہوگی۔

# جزء القراءة مترجم

# و

# جزء رفع اليدين مترجم

للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ

## ترجمہ و تشریح

از مناظر اسلام ترجمان اہل السنت والجماعت

مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمہ اللہ

## عنوانات و ترتیب و تصحیح

مولانا رحیم احمد استاذ جامعہ مخزن المدارس ملتان

ناشر

مکتبہ امدادیہ، ملتان۔ پاکستان

اس نے کہا چار روٹیاں، حالانکہ مقتدیوں کی جہر آمین کے بارے میں خود امام شافعی کو کوئی دلیل اطمینان دلیل نہیں ملی اسی لئے فرما گئے :لا احب أن يجهروا بها۔ یعنی مجھے پسند نہیں کہ وہ بلند آواز سے آمین کہیں۔(کتاب الام ج ۱ / ص ۹۵)

(۲۳۴)..... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا سفيان عن سلمة بن كهيل عن ابن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم يمدبها صوته آمين إذا قال غير المغضوب عليهم ولاالضالين۔

ترجمہ ..... حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فاتحہ کے بعد آمین کہی اور اپنی آواز کو کھینچا۔

امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ صحیح سند کے ساتھ اخفیٰ بهاصوته۔ یعنی آمین کے وقت اپنی آواز کو چھپالیا، نقل کیا ہے۔(مسند احمد ج ۴ / ص ۳۱۶) جب یہ دونوں احادیث ہیں تو آپ ﷺ کے بعد کسی خلیفہ راشد سے اونچی آواز سے آمین ثابت نہیں۔ حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نہ تو بسم اللہ اور اعوذ باللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور نہ ہی آمین اونچی آواز سے کہتے تھے۔ (طحاوی ج ۱ / ص ۱۴۰)

(۲۳۵)..... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن كثير و قبيصة قالا حدثنا سفيان عن سلمة عن حجر عن وائل بن حجر عن النبی صلی الله علیه وسلم نحوه وقال ابن كثير : رفع بها صوته۔

ترجمہ ..... حضرت وائلؓ سے آمین کی حدیث ہے۔ ایک میں مدبها صوته ہے اور ایک میں رفع بها صوته ہے۔

امام بخاریؒ نے پہلی سند میں حجر بن عنبس لکھا ہے، لیکن اس روایت میں حجر کی ولدیت بیان نہیں کی کیونکہ یہ محمد بن کثیر کی سند میں حجر ابی العنبس ہے۔

(ابو داؤد ج ۱ / ص ۱۴۱) امام بخاریؒ حجرانی العنبس کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس وجہ سے شعبہ کی حدیث محض بھاصوتہ کو رد کر دیتے ہیں۔ جب یہ شعبہ کی سند میں غلط ہے تو یقیناً محمد بن کثیر کی سند میں بھی غلط ہے۔ اس عیب کو چھپانے کے لئے امام بخاریؒ نے صرف حجر لکھا اور حجرانی العنبس نہیں لکھا۔ اس کو تدلیس کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نہ صرف مدلس ہیں بلکہ ان راویوں سے تدلیس کرتے ہیں جو ان کے ہاں صحیح نہیں۔

(۲۳۶)..... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا محمود قال أنبانا أبو داؤد قال أنبأنا شعبة عن يعلى بن عطاء قال سمعت أبا علقمة الهاشمی عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم : إذا قال الإمام ولا الضالين فقولوا : آمين۔

ترجمہ ..... حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب امام آمین کہے، تم آمین کہو۔

(۲۳۷)..... حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال و حدثنه محمد بن عبيد الله قال حدثنا ابن أبی حازم عن العلاء عن أبيه عن أبی هريرةؓ قال : إذا قرأ الإمام بأم القرآن فاقرأ بها و اسبقه فإنه إذا قال : ولا الضالين قالت الملائكة آمين من وافق ذلك قمن أن يستجاب لهم۔

ترجمہ ..... حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا : جب امام فاتحہ پڑھے تو تو بھی فاتحہ پڑھ اور امام سے پہلے پڑھ لے۔ بے شک جب وہ ولا الضالین کہتا ہے، فرشتے آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی شاید اس کی دعا قبول کی لی جائے۔

اس حدیث پاک میں فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافقت پر قبولیت کا وعدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ فرشتے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے اور آمین بھی آہستہ کہتے

ائمہ میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔ فقہ کے چاروں مذاہب کے متون اس رفع یدین کے ذکر سے خالی ہیں اور دو سجدوں کے بعد نمازی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کھڑا ہوتا ہے، تو اس حدیث میں دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر ہوا اور اس رفع یدین پر چاروں مذاہب تو کجا خود لامذہب غیر مقلد بھی عامل نہیں اور نہ ہی خود امام بخاریؒ عامل ہیں۔

## لفظ بدل ڈالا :۔

یہ حدیث جزء بخاری کے علاوہ تقریباً حدیث کی آٹھ کتابوں میں سند سے آئی ہے، ان سب میں لفظ سجدتین ہے کہ رفع یدین دو سجدوں سے اٹھ کر دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کرنا چاہئے، مگر امام بخاریؒ نے لفظ بدل کر رکعتین کر دیا۔ یہ بات امام بخاریؒ کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔ آخر کار اسی رسالہ میں نمبر ۹ پر امام بخاریؒ نے اسی سند کے ساتھ سجدتین لکھ دیا۔

## رکعتین اور سجدتین :۔

اگر ان دونوں لفظوں کو صحیح مان لیا جائے تو ہر ہر رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا پڑے گا، جس کے نہ چاروں مذاہب قائل ہیں اور نہ ہی لامذہب غیر مقلدین۔ جب امام بخاریؒ کا اپنا ہی عمل اس حدیث پر ثابت نہ ہوا تو دوسروں کے سامنے اس کو بطور استدلال پیش کرنا کیسے درست رہا؟

## جرح مفسر :۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ **عبد الرحمٰن بن ابی الزناد صدوق تغیر حفظه لما قدم بغداد و کان فقیهاً** ۔ (تقریب) یعنی جب یہ بغداد آیا تو اس کا حافظہ بگڑ چکا تھا اور عجیب بات ہے کہ اس حدیث میں ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں اس سے روایت کرنے والا راوی سلیمان بن داؤد ہاشمی بغدادی نہی ہے۔ معلوم ہوا کہ

**الزهری قال حدثنا محمود أن عبادة رضی الله عنه أخبر عن النبی صلی الله علیه وسلم وهؤلاء لم یذکروا أنهم سمعوا من محمود۔**

ترجمہ..... بخاریؒ نے کہا: وہ جو مکحول، حرام بن معاویہ اور رجاء بن حیوہ نے محمود بن ربیع عن عبادہ سے زیادہ بات بیان کی ہے۔ وہ زہری کی روایت کے تابع سمجھی جائے کیونکہ زہری نے حدثنا محمود عن عبادہ کہہ کر (سماع کی تصریح کردی ہے جب کہ) باقی کسی نے بھی محمود سے سماع کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت عبادہؓ کی دو حدیثیں ہیں:

(۱)..... ایک حدیث لاصلوٰۃ ہے جو بخاری ج ۱/ص ۱۰۴ پر ہے مگر اس میں زہری کا عنعنہ ہے، حدثنا نہیں، یہی وہ حدیث ہے جس کے بارے میں امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ دادا استاد امام سفیان بن عیینہ اور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابرؓ اور حضرت ابودرداءؓ اکیلے نمازی کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی بحث نمبر ۲، ۳، ۴، کے تحت گزر چکی۔

(۲)..... دوسری حدیث جس میں فجر کا واقعہ اور مقتدی کا ذکر ہے، اس کا مدار مکحول پر ہے جس کا ذکر نمبر ۶۵، ۶۶ پر گزرا ہے، اس کے سندی اضطراب کی طرف امام بخاری اشارہ فرمارہے ہیں۔ اس میں مکحول کے چھ شاگرد ہیں۔ چار شاگرد سندیوں بیان کرتے ہیں: مکحول عن عبادہ، اور یہ مرسل ہے۔ پانچویں زید بن واقد سندیوں بیان کرتے ہیں: مکحول عن نافع عن عبادہ اور یہ عبادہ مجہول الحال ہے۔ (میزان الاعتدال) اور چھٹا شاگرد محمد بن اسحاق ہے، وہ سندیوں بناتا ہے: مکحول عن محمود بن ربیع عن عبادہ لیکن امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مکحول نے محمود سے سماع کی صراحت نہیں کی۔ گویا اس کا ایک طریق بھی صحیح نہیں اور رجاء تو اس کو مرفوع کرتا ہی نہیں، یہ ایک اور اختلاف ہے لیکن یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے بعد امام بخاریؒ کی خواہش ہے کہ یہ فجر والا واقعہ حدیث لاصلوۃ کا تابع بنالیا جائے، حالانکہ